# گلزار معرفت

طبعزاد

خادم الفقرا محب حسین غفر اللہ عنہ مصنف

مسدس توحید - ترقیات محب - وصال حق - جذبات محب وغیرہ

## خلاصہ

یہ رباعیات میں اسرار معرفت اور نکات باطن قرآن حق کو
[illegible] طالبان صادق اور عاشقان حق کے لئے یہ
رباعیاں جواہر بے بہا ہیں - اس زمانہ میں
اسکی اشاعت کی سخت ضرورت ہے

سنہ ۱۳۳۰ ہجری
مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن میں چھپا

# ضرورت کتب تصوف

اس زمانہ مین مغربی تعلیم کی اشاعت سے جس کی بنیاد علوم مادی پر ہے
علوم روحانی اور فلسفہ ربانی کی طرف سے روز بروز عدم توجہی اور غفلت
بڑھتی جاتی ہے۔ اور لوگ ہمہ تن جسم کی ترقی اور حظوظ نفسانی اور
لذات فانی مین پڑ گئے ہین اور اصلی [illegible] پیدایش فوت ہوتا جاتا ہے
کیونکہ روح قدیم اور مادہ متغیر اور فانی ہے [illegible] انسان اس [illegible] عالم مین روحانی
ترقی کرنے اور اپنے آپ کو پہچاننے کے لیے آیا ہے [illegible]
حاصل نہ ہوئی تو مقصود زندگانی فوت ہوا۔ اس [illegible]
چھوٹی کتابون اور رسالون کے [illegible] کا سلسلہ قایم کیا ہے [illegible]
الٰہیات کی نہایت ہی ضرورت [illegible] پڑھنے والون کو بآسانی معلوم ہو
جائینگے اور طالبان حق کو ایک طرح کی مدد ملنے کی امید ہے کہ ہمین اس مقصد
مین ضرور کامیابی ہوگی۔ کیونکہ پبلک اس وقت اسرار آلٰہی اور فلسفہ مذہب
کے معلوم کرنے کی از حد خواستگار معلوم ہوتی ہے۔

راقم

محب حسین



اِن رباعیون کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ پبلک یا خلق اللہ مین پاکیزہ خیالات اور صحیح معلومات کی اشاعت ہو۔ چونکہ خیال کے لئے ایک پیرایہ بھی ضرور ہے۔ اِس لئے اِن اسرار حقیقت اور انوار معرفت کے لئے رباعیات کا لباس اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ تمام اصناف سخن مین زیادہ تر موثر اور زیادہ تر وسیع ہے۔ چار مصرعون مین یہ قابلیت ہے کہ مضمون کا ایک سمندر کوزے کی طرح اِن مین بھرا جا سکتا ہے۔ اِسکے علاوہ رباعیات آسانی سے یاد بھی کی جا سکتی ہین۔ اگر یہ رباعیان اطفال کو مدارس دینی مین پڑھائی جائینگی۔ تو وہ تمام عمر ذہن سے فروگذاشت نہ ہونگی۔ اور زندگی کی تمام دشوار گذار منزلون مین ایک اچھے رہنما اور بدرقہ کا کام دینگی۔

اِن رباعیات کے ذریعہ سے وہ عام مفید باتین یہان شایع کی جاتی ہین۔ جنکی ضرورت آج کل ہمین از حد محسوس ہو رہی ہے۔ اور اکثر لوگ اِن مضامین پر بحث کرتے اور انھین پوری طور سے نہین سمجھتے نظر آتے ہین۔ ممکن ہے کہ اِن خیالات کی وجہ سے اکثر جو قرآن مجید اور احادیث سے

لئے گئے ہین لوگون کی بعض غلط فہمیان رفع ہو جائین اور وہ ورطہ ضلالت اور ہلاکت ابدی سے نجات پائین۔

ان رباعیات کے مضامین کے اسناد بھی عنوان مین دی گئی ہین تاکہ عوام الناس کو مصنف پر اعتراض کرنے کا زیادہ موقع نہ ملے۔ دنیا کا خاصہ ہے کہ جب کوئی جدید کتاب اور نئے مضامین پیش کئے جاتے ہین تو اکثر اشخاص خود تو سمجھتے نہین مگر مصنف کو غلط فہمی کا الزام لگاتے ہین اور اپنی لاعلمی سے اوس پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہین سب سے پہلے تو مصنف کو لوگون کی عام جہالت اور کور چشمی کا نشانہ بننے پڑتا ہے۔ مگر جب رفتہ رفتہ لوگ اِس کتاب کے مضامین پر غور کرتے اور اِس کو سمجھتے ہین تو البتہ اِس کتاب کو نظر وقعت سے دیکھتے ہین۔ اِس لئے ہر رباعی کے اوپر قرآن شریف کی اکثر آیات مختصر طور سے نقل کر دی گئی ہین تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہو جائے کہ شاعر نے صرف مضامین مسلمہ کو نظم کر دینے کی کوشش کی ہے۔ خیالات وہی ہین جو کتب مقدسہ مین درج ہین۔ اِس لئے جو کچھ شبہ اور اعتراض ہو وہ کتب آسمانی کے مطالعہ اور فہم سے دور کیا جائے۔ مصنف اون کی ذمہ داری سے بری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ آجکل ملک مین بعض سنجیدہ اور فہمیدہ اشخاص ایسے موجود ہین جو اس قسم کی کتابون کی قدردانی فرماتے ہین جنھین ہم آج کل شایع کر رہے ہین۔ ہمین امید ہے کہ اگر اسی طرح اور اشخاص بھی علم تصوف کی

اشاعت مین تائید فرمائینگے اور اپنی ذات سے اِس مضمون مین کتابین شایع کرین گے یا لکھین گے یا کم از کم اون کی اشاعت مین مدد فرمائینگے۔ تو بہت قریب وہ زمانہ ہے کہ عام لوگون مین حق پرستی اور اخلاق حمیدہ کا رواج ہو جائے گا۔ اور اجسام مردہ مین جان آجائے گی۔ اور ہر شخص کو آخرت کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہو جائے گی۔ جو ہر متنفس کے لئے یکے بعد دیگرے آنے والی ہے۔ اور اِس دنیائے فانی مین اسقدر مستغرق نہ ہو گا جس قدر کہ وہ اس وقت ڈوبا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ما علینا الا البلاغ

راقم محب حسین

# فہرست مضامین

# گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## (۱) توحید

دوئی کے ساتھ ہی شیطان کا وجود قایم ہو جاتا ہے۔ جہان عابد سے ہو کر معبود کا وجود قایم ہوا وہان شیطان کا وجود بھی ظاہر ہوا۔ جیسے جب ایلیکٹرسٹی کے دوسرے نیگٹوا ور پازٹو یعنی سلب وثبوت ظاہر ہوئے تو شعلہ برقی کا ظہور ہوا اور جب یہ سلب وثبوت مل گئے تو شعلہ بھی غائب ہو گیا چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ کہ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ یعنی مین تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون۔ جب دوئی اٹھی اور وحدت کا مقام آیا۔ تو رحمٰن اور شیطان دونون غائب ہو گئے اور صرف ذات ہی ذات رہ گئی۔ وحدت صرف مین عابد و معبود اور اللہ و بندہ دونو مفقود ہین۔

کیون احولی نفس کے غم سہتے ہین

کیون یاد مین شیطان کی بہہ رہتے ہین

توحید پہ قایم ہین جو اشخاص یہان

اعوذ بک منک وہی کہتے ہین

وفی انفسکم افلا تبصرون (قرآن) یعنی تم اپنے نفسون مین
کیون نہین دیکھتے ومن عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جسنے
اپنے آپکو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا و قلب المومن عرش
اللہ تعالی یعنی مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

کیا عرش پہ ہے یا دلِ مومن مین خدا؟

فی انفسکم سچ ہے کہ ہے جھوٹ بتا؟

ہنستے ہین سمجھ پر تری عاقل نادان

شہرون مین ڈھنڈورا ہے بغل مین لڑکا

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ویحکم ما یرید
(قرآن) اور نہین چاہتے تم جب تک کہ اللہ نہ چاہے اور جو چاہتا ہے
حکم کرتا ہے۔ لا تتحرک ذرۃً الا باذن اللہ (حدیث) یعنی

کوئی ذرہ خدا کے حکم بغیر حرکت نہین کرتا۔

اسباب ہین سب اُسکے ارادے سے ملے

ممکن نہین ذرہ کوئی بے حکم ہلے

سمجھا ہے غلط یہ کہ مین قادر ہون محب

ہر بات مین ہے اِس کا ارادہ پہلے

دور و تسلسل باطل ہے۔ ہر چیز اسی ذاتِ مطلق سے نکلی ہے اور اسیکی اندر لوٹ جاتی ہے۔ انا للہِ وانا الیہ راجعون یعنی ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہین ومنہ بدا والیہ یعود اسی سے نکلے ہین اور اسی کی طرف لوٹتے ہین۔

حادث تھے جو آئے گئے اگلے پچھلے

سب جا کے اسی بحر مین قطرے یہ ملے

باطل ہے یہ سب دور و تسلسل بخدا

بے ذات کے انڈا ہے نہ مرغی پہلے

فانما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جدہر تم منہ کرتے ہو اودہر اللہ کا منہ ہے کما بدأکم تعودون (اعراف) یعنی تمہارا اصل خدا ہے اسی سے تم پیدا ہوئے اور اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

اقرب ہے وہ بندے سے کہ جیسے شہ رگ

انسان نہین فہم مین کچھ گربہ و سگ

جڑ ہی سے نمو ہے پرورش اور وجود

پھل اصل سے اپنی نہین نافہم الگ

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون اے یعرفون یعنی ہمنے جن اور انسان کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر اس زندگی مین توحید حاصل نہ ہوئی تو عمر برباد گئی اور زندگی کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ جو خدا کی معرفت ہے۔

افسوس ہے اُس پر جو یہان آکے گیا

اور گوہر وحدت نہ اُسے ہاتھ لگا

ارواح یہ غواص ہین ہستی دریا

غوطہ ہے یہ عمر اور موتی ہے خدا

آدمی دل مین اپنے آپ سے باتین کرتا ہے اور اوس وقت مخاطب و کلیم وہی خود ہے۔ اسی طرح عالم خارج مین بھی وہی ہستئ مطلق مخاطب۔ فاعل اور مفعول خود ہے۔

خارج مین تو بعد پہلے گھاتین دل مین

دشمن کو بھی مارتا ہے لاتین دل مین

خود فاعل و مفعول و مخاطب ہے کلیم

وحدت کا تو منکر ہے یہ باتین دل مین

انا اعطینٰک الکوثر (قرآن) یعنی ہمنے تجھے کثرت مین وحدت کو دیکھنا یعنی توحید وجودی عطاکی۔

کثرت مین جو وحدت پہ نظر رکھتا ہے

اسلام مین عرفان مین وہ پکا ہے

گر نعمت عظمیٰ نہین توحید تو پھر

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ کیا ہے

ان شانئک ھو الابتر یعنی تیرا دشمن ابتر ہے۔ اہل توحید پر کوئی شئے غالب نہین آسکتی۔ اور وہی سب پر غالب ہین۔

کر فہم کہ قرآن مین ہے کیا کوثر

مطلب ہے کہ کثرت مین ہو وحدت پہ نظر

اسفل تو یہ مشرک ہین سو حد اعلےٰ

غالب ہین وہی لوگ جو ہین وحدت پر

مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ (قرآن) پناہ مانگتا ہون مین مخلوق کے شر سے۔

اولاد سے اموال سے دکھ پاتا ہے

معشوق کے صدمون کا بھی غم کھاتا ہے

مخلوق کے شر سے وہی بچتا ہے محب

جو ذات مین اللہ کی چھپ جاتا ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ - اَللّٰهُ الصَّمَدُ - یعنی خدا ایک ہی
اور وہی ظاہر ہے - یعنی باطن اور ظاہر وہی ایک اللہ موجود ہے - جو لوگ
خلق اور خدا کو دو علاحدہ وجود جانتے ہین وہ مشرک ہین -

مشرک ہین وہی عقل مین جنکی بل ہین

حیوان سے بھی انسان یہان اسفل ہین

ہے ایک خدا دوسرا عالم مین نہین

جو ایک کو دو دیکھتے ہین احول ہین

عالم مین وجود ایک ہے اور وہ ذات احد ہے چنانچہ قرآن مجید مین
صاف ارشاد ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ یعنی اسکا کوئی
برابر والا موجود نہین یعنی بجز خدا کے اور کسی کی ہستی اور وجود نہین
مین اور تو کا فرق اعتباری ہے - حقیقت مین سارا عالم ایک وجود ہے

ڈاکے ہین کہین اور کہین رن ہین پڑے

حاکم سے ہین محکوم کسی جا بگڑے

معلوم ہوا شرک کا پردہ جو اٹھا

مین تو کے جہان مین ہین یہ سارے جھگڑے

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ (ق) یعنی اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے جب عالم مین خدا ہی کا وجود ہے۔ تو غیر از خدا کا خیال وہم اور وسوسہ ہے۔ اسی لئے اہل شرک کے تمام خیالات وہم اور وسواس ہین

جو کچھ کہ سوا حق کے ہے وہ ہے وسواس

انسان ہو فرشتہ ہو کہ کوئی خناس

ہر رنگ مین وہ ایک ہی آتا ہے نظر

مالک وہی معبود وہی رب الناس

آفتاب کی شعاع سات رنگون سے مرکب ہے۔ جب یہ رنگ جمع ہوجاتے ہین تو نور پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ تمام مذاہب مختلف رنگ رکھتے ہین۔ اہل توحید سب مذاہب کو خدا ہی کی طرف سے جانتے ہین اور اس لئے وہ کسی مذہب سے مخالفت نہین کرتے۔

نافہم ہین ادیان مخالف سے نفور

سمجھے نہین باطل بھی تو ہی حق کا ظہور

یہ فرق مذاہب جو ہے نیرنگی ہے

باہم جو ملین رنگ تو ہو پیدا نور

کل حزب بما لدیھم فرحون ہر شخص کا خدا اور مذہب اسکے فہم اور خیال کے موافق ہے۔ اور اسی لئے اپنے خیال کے مطابق وہ اسکو محدود اور نامحدود قرار دیتا ہے۔

سمجھا ہے کوئی عرش پہ بیٹھا ہے خدا

اور فرش پہ کہتا ہے کوئی ہے وہ وہرا

جو جسکی سمجھ ہے وہی رب اسکا ہے

ہر اک کا خدا جدا ہے اور دین جدا

خدا کی ذات ایک ہے اور اس کے نام اور اسما بہت ہین۔ نامون کے اختلاف سے ذات پر کوئی اثر نہین۔ جو لوگ نامون پر لڑتے ہین وہ مشرک ہین۔

کہتا ہے کوئی رام کوئی گاڈ خدا

لیکن ہین اسی ایک کے یہ سب اسما

الفاظ کے جھگڑے مین نہ پڑ کفر ہے یہ

معنی کو سمجھ اور نہ کر شرک ذرا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ کوئی معبود نہین مگر اللہ۔ یعنی سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہین۔ خواہ تم کسی شئے کو پوجو۔ لیکن در اصل ہر رنگ مین وہی ایک معبود پجتا ہے۔ اگرچہ عابد اس اطلاق سے واقف نہین اینما تولوا فثم وجہ اللہ جدہر تم رخ کرتے ہو ادھر اللہ ہی کا منہ ہے۔

پتھر کوئی پوجتا ہے اور کوئی شجر
حیوان کہین معبود کہین شمس و قمر

ہر رنگ مین پچتی ہے وہی ذات احد
عارف ہین وہ رکھتے ہین خدا پر جو نظر

انسان آنکھہ کی سیاہ پتلی کو زبان عرب مین کہتے ہین۔ انسان کو انسان کہنے کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ وہ بمنزلہ خدا کی آنکھہ کی پتلی کے ہے۔ جو تمام اعضائے انسانی مین شریف ہے۔ قرآن شریف مین بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے وھو السمیع البصیر یعنی وہی دیکھتا اور سنتا ہے اس حصر سے صاف واضح ہے کہ سماعت اور بصارت خدا ہی کی ہے وھو الظاھر وھو الباطن اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے تو جو چیز ظاہر ہے وہ بھی خدا ہی کا ظہور ہے۔

آدم کو خلافت جو خداوند نے دی
مسجود ملائک ہوا عزت یہ ملی

اللہ کے اعضا تو ہین یہ مخلوقات

انسان ہے مگر چشم خدا کی پتلی

خالق اور رب وغیرہ سب اسماء اللہ ہین۔ سوا خدا کے جب کسی اور کا وجود نہین جس پر یہ آیت قرآنی دلیل ہے کہ قل ہو اللہ احد اللہ ہو الصمد یعنی ظاہر اور باطن اللہ ہی ہے ۔جیسا کہ دوسری جگہہ ارشاد ہے کہ ہو الظاہر ہو الباطن کہ وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے ۔تو اب کسی شیطان کا وجود باقی نہ رہا۔ اور جب شیطان کا وجود بھی نہ رہا تو خطرات بھی مٹ گئے ۔اسی لئے حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اعوذ بک منک یعنی مین تجھ ہی سے تیری پناہ مانگتا ہون۔

خالق ہے وہی اور وہی رب الناس

ہے اسکے سوا غیر کا خطرہ وسواس

اعوذ بک منک بقول حضرت

شیطان نہ کہین ہے نہ کہین شر الناس

سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق فی انفسھم حتےٰ
یتبین لھم انہ الحق - (ق) قریب ہے کہ دکھائینگے ہم
انھین اپنی نشانیان آفاق (عالم) مین اور انھین کے نفسون مین تاکہ ظاہر
ہو جاسے ان پرحق وفی الارض اٰیات للموقنین - اور
زمین مین یقین رکھنے والون کے لئے نشانیان ہین (ق)

عالم جسے کہتے ہین وہ ہی ایک ہی ذات
آیات ہین حق کے یہ جماد اور نبات
کپڑے کو رنگا جب تو چھپی بے رنگی
باطن تو ہے ذات اور ظاہر ہین صفات

وَلَم یکن لہ کفواً احد - اور کوئی اسکا کفو یعنی ہمدمقابل نہین
اسکا مطلب اوپر سے یہی بیان ہوا ہے کہ مرتبہ ذات اور صفات سب
مراتب اللہ ہی کے ہین اور جب اس کے سوا کسی اور کا وجود ہی نہین - تو اسکا
کوئی برابر والا یا مدمقابل بھی نہین -

پڑھتے ہین نماز اور کرتے ہین وضو
دل مین ہے خیال غیر اس پر ہے تفو

عالم مین نہین اس کا مقابل تو کوئی

ہے خلق اگر غیر تو ثابت ہے کفو

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ - اَللّٰهُ الصَّمَدُ - لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ - یعنی وہ اللہ ایک ہی ہے اور اللہ ہی ظاہر ہے - اِس نے کسی کو نہین جنا اور نہ وہ جنا گیا ہے - یعنی وہ باپ کی طرح علت ناقصہ نہین ہے اور نہ وہ کسی علت کا معلول ہے - اسکی ذات وصفات ایک ہی ہین -

عالم یہ نہین یہ تو ہے اللہ الصمد

علت ہے وہی کل کی مگر لم یولد

ہین ایک ہی دونو یہ محب ذات وصفات

کیا خوب کہا ہے کہ ہو اللہ احد

# (۲) رسالت

---

ولایت عام ہے اور رسالت خاص ہے۔ ہر رسول ولی ہوتا ہے۔ مگر ہر ولی رسول نہین ہوتا۔ ولی اور رسول دونون خدا کی حضوری مین حاضر رہتے ہین۔ مگر اصلاح عوام اور ہدایت عام رسول کا فرض منصبی ہے۔ ولی کو لازم نہین۔ رسول اس ہدایت کے کام پر مامور ہے۔ اور ولی مامور نہین۔ اسی لئے ہر ولی کو رسول کی شریعت کی پابندی ضرور ہے۔ اور وہ شریعت اور احکام الٰہی کا تابع ہے۔

ہے خاص رسالت اور ولایت ہے عام
لازم نہین ہر ولی پہ حق کا پیغام
لیکن ہے ضروری کہ پیمبر ہو ولی
پہنچائے وہ بندون کو خدا کے احکام

رسالت ختم ہو چکی۔ مگر ولایت جاری ہے۔ یعنی اب ولی پیدا ہوتے ہین۔ مگر رسول نہین ہو سکتے۔ یعنی رسالت کی تکمیل ہو چکی اس لئے جدید رسول کی ضرورت

باقی نہین رہی۔ ولی ہرزمانہ مین ہوتے ہین اور علمائے راسخین جو عالم شریعت اور عالم باطن ہین وہ مشائخ کبار اور پیران عظام ہین۔ اور وہ رسول کے جانشین ہین۔ ان کی اطاعت دراصل رسول اور خدا کی اطاعت ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے:
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ہین۔ جو اولیا فنافی اللہ اور بقا باللہ کے مدارج طے کر چکے ہین اور ان پر عالم باطن کھل چکا ہے اور علوم ظاہری اور باطنی دونو کے جامع ہین وہ البتہ شیخ کامل کہے جا سکتے ہین۔

گر ختم رسالت ہے ولایت تو نہین
ہے عالم باعمل بجائے شہ دین
یہ پیر یہ اولیا یہ شیخان بزرگ
ہین سب یہ رسولون ہی کے سجادہ نشین

انسان کامل اور پیغمبر اور خدا اور خلق کے درمیان ایک برزخ ہے۔ یعنی خدا اور خلق دونون کے خواص اس مین پائے جاتے ہین۔ شعر

اُدھر اللہ سے واصل۔ اِدھر مخلوق مین شامل
خواص اس برزخ کبریٰ مین ہے حرف مشدد کا

ظاہر مین خلق ہے اور باطن مین اللہ ۔

ہادی جسے کہتے ہین پیمبر جسکو
ہین جسکے جہان مین ہزارون پیرو
بحرین کے درمیان وہی ہے برزخ
ہے بندہ و اللہ اسی مین دونو

فرمایا گیا ہے کہ کنت نبیًا و اٰدم بین الماء والطین
یعنی مین اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی مین تھے
یعنی حضرت آدم پیدا نہ ہوئے تھے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ
اس دور کے پہلے بھی حضرت نبی تھے۔ اگلے دور مین اور پھر اس دور مین
خاتم انبیا کے لباس مین ظاہر ہوئے۔ اور اگلے دورونمین جو ترقی کی تھی اسکو
ظاہر فرمایا۔ الغرض رسل اور انبیا کئی دور مین رہ چکتے ہین اسوقت کمال
انسانی حاصل کرتے ہین۔ یہ عالم ایک مدرسہ ہے جہان انسان علم حاصل
کرتا ہے اور یہ دور ایک مدرسہ کا ٹرم یعنی اوقات امتحان ہین۔

ہر دور مین رہکر جو یہان آتا ہے
وہ تجربہ علم ساتھ پھر لاتا ہے

اس دور کے آدم سے جو پہلے ہو نبی

پیغامبر حق وہی کہلاتا ہے

قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ لا نفرق بین احدٍ من رسلہ نہین فرق کرتے ہین ہم کسی رسول مین وامنت باﷲ وملائکتہ ورُسلہ۔ یعنی ایمان لائے ہم اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اسکے رسولون پر۔ رسالت ایک کلی ہے جس کا افراد بے انتہا ہین۔ اگر کسی ایک فرد رسول سے انکار کیا جائے گا تو تمام افراد سے انکار ہو جائیگا۔ کوئی مسلمان دوسرے رسولون کی تکذیب نہین کر سکتا بجز جاہلون کے جو اصول مذہب اسلام سے محض ناواقف ہین۔ اور مذہبی تعصب کی بنا پر لوگون سے لڑتے ہین جو سراسر اسلام کے خلاف ہے۔

کلی ہے رسالت ہین افراد رسول

افراد پہ اشخاص پہ لڑتے ہین جہول

جو ایک کا منکر ہے وہ سب کا منکر

گر ایک پیمبر کو وہ مانے تو فضول

# (۳) ولایت

ولاخوف علیہم ولا ھم یحزنون (ق) اولیاء اللہ کو کوئی خوف
اور غم نہین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (ح) میری
امت کے عالم یعنی ولی بنی اسرائیل کے نبیون کیطرح ہین بغیر توجیہ تفصیلی کے
کوئی ولی نہین ہوسکتا۔ ولایت کے لئے حضوری اور لقا اللہ شرط ہے۔

بے خوف ہین بے حزن ہین اللہ کے دوست

باطن مین ہین نور اور ظاہر مین ہین پوست

ہے فرق مراتب تو زبان پر لیکن

دل مین ہے یقین یہ کہ عالم ہمہ اوست

ان اولیاء اللہ لا یموتون - (ق) خدا کے دوستون کو
موت نہین۔ روح تو کسی کی بھی نہین مرتی۔ عوام کی موت اضطراری ہے
اور خواص کی موت اختیاری۔

مرتے نہین واللہ کبھی حق کے ولی

ہین زندۂ جاوید و سعید ازلی

مختار ہین عالم مین جہان چاہے رہین

سو بار یہان آئین جو خواہش ہو دلی

دنیا مین اولیا اللہ کے سب قدم چومتے ہین۔ سلاطین الو العزم بھی ان کی قدمبوسی کو اپنا فخر جانتے ہین۔ مرنے کے بعد انکی وہی تعظیم و عزت قایم رہتی ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے بادشاہ جن کے ڈنکے دنیا مین بجتے ہین مرنیکے بعد ان کے عظیم الشان مقبرے ویران پڑے ہین اور سوا درندون کے کوئی دو پھول بھی نہین چڑھاتا۔ برخلاف اس کے اولیا اللہ کے مقبرون پر رات دن میلا لگا رہتا ہے۔ اور دن عید رات شب برات ہے۔ ان کی مقبولیت کی اس سے زیادہ اور کون سی بین دلیل ہو سکتی ہے۔

سلطان کے تقرب سے ملی عزت و جاہ

لیکن نہین کچھ زوال و نکبت سے پناہ

اللہ کی دوستی سے حاصل یہ ہوا

دنیا تو ہے کیا چیز دو عالم کا ہے شاہ

اُذْکُرُوْنِیْ وَاَذْکُرْکُمْ (ق) تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا

اولیاء اللہ خدا کی یاد مین مستغرق رہتے ہین۔ ان کے افعال و اعمال سب اس بات کی گواہی دیتے ہین کہ وہ فنا فی اللہ ہین اور اللہ ہی کی ہستی کے ساتھ باقی ہین۔

کہتے ہین ولی کسکو ولایت ہے کیا

جو یاد کرے حق کو وہ حق کا شیدا

باطن مین خدا اور ہو ظاہر مین خدا

دیکھے نہ کسی چیز کو وہ حق کے سوا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا جلیس من ذکرنی۔ جو میرا ذکر کرتا ہی مین اوس کے پاس بیٹھتا ہون اور حضرت صلعم فرماتے ہین۔ الصحبت موثر یعنی صحبت کا اثر ہے۔ اب خیال فرمانا چاہیئے کہ جو خدا کی صحبت یا حضوری مین

رہے گا وہ کیونکر تخلق باخلاق اللہ نہ ہوگا۔ جب درختون کے کیڑے درختونکا رنگ پکڑ جاتے ہین۔ تو انسان کیونکر خدا کا رنگ نہ پکڑے گا۔ اور خدا کے رنگ سے کون نیز رنگ ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے۔ اولیا اللہ کی بڑی شناخت یہ ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے سے دل خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور دنیا کی طرف سے سردی پیدا ہوتی ہے۔

جب بیٹھتے ہین پاس کسی شخص کے ہم
پڑتا ہے اثر دل پہ ہمارے ہردم
وہ پیر ہین جب تک کہ رہین اُن کے پاس
آتی رہے یاد حق دلون مین پیہم

---

# عرفان

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون الی لیعرفون۔ نہین پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر اپنی معرفت کیلئے

اس لئے مقصد حیات عرفان ہے۔ جس کو معرفت حق حاصل نہ ہوئی۔ اُسکی زندگی کا مقصد اعلیٰ ہی فوت ہوا۔ یہ دولت و دنیا۔ مال وجاہ عزت و حکومت مرنے کے بعد سب بیکار ہی نہین بلکہ اسباب عذاب ہین۔

یہ علم یہ تجربہ یہ تحقیق یہ کد
بے سود ہے حاصل نہ ہو گر علم احد
مقصد تھا یہان آنے سے خود کو پائین
اور وہ نہ ملا گر تو ہے غم تا بہ ابد

جس کو دنیا سمجھے ہین وہ دھوکا ہے۔ اور دنیا باعتبار اس کے دنیا ہے کہ اس کو بذاتہ مستقل جانتے ہین۔ عالم باعتبار اس کے کہ وہ خداوند تعالیٰ کا ظہور فی الخارج ہے حق ہے۔ وہ دنیا نہین۔ جاہل کو وہی عالم دنیا ہے جو قابل نفرت ہے۔ اور موحد کو وہی عالم حق ہے۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جدہر تم منہ پہراؤ اُدہر اللہ کا منہ ہے۔ (قرآن شریف)

عالم جسے کہتے ہین وہ ہے وہم وخیال
گہیرا ہے طلسم اور شیطان کا ہے جال

اندھے یہ سمجھتے ہین کہ ہم بینا ہین

بینا ہے وہ کہتا نہین جو دل کا حال

مَنْ عرف نفسه فقد عرف ربه خدا کی معرفت اپنی معرفت پر منحصر ہے۔ جس سے تمام اشیاء عالم مثلاً نباتات۔ جمادات اور حیوانات کا علم تو حاصل کیا مگر اپنی روح کا کچھہ علم نہ سیکھا۔ اس نے ہیرون کی طرح کوڑیان جمع کین اور الماس کو چھوڑ دیا۔ آدمی کو سب سے زیادہ ضروری اپنا علم ہی چنانچہ سقراط حکیم کہتا ہے کہ آسمانون اور زمین کا تو علم حاصل کرتے ہین اور اپنے اندر اور باہر کی قوتون کر اور اُن سے نادان اور جاہل ہین۔ حضرت مسیح علیه السلام فرماتے ہین کہ اے انسان تو اپنے آپ کو جان پھر سارے عالم کو جان لے گا۔ کیونکہ انسان مین تمام عالم باطن اور خارج سب موجود ہے۔

پڑھ لکھ کے جو عالم ہوا تو اور دانا

ہر علم کی تحقیق مین بھی فرزانا

بی اے ہوا ایم اے ہوا اور ایل ایل ڈی

گر آپ کو جانا نہین پھر کیا جانا

سب سے بڑی چیز عرفان حق ہے۔ اگر ساتون عالم بھی کھل جائین اور توحید حاصل نہ ہو۔ تو اس کشف سے کوئی فائدہ نہیں۔ آدمی کی نجات صراط مستقیم یعنی توحید پر منحصر ہے نہ کہ عالمون کی سیر اور تماشون اور قوتون کے تحصال پر قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی چلا ہمین سیدھی راہ یہ نہین کہا گیا ہے کہ دکھا ہمین عالمون کو۔

سب علم و ریاضت کا ہے مقصود خدا
اور اس کے سوا نفس کا سب ہے وہو کا
حاصل نہ ہو گر معرفتِ حق ہمکو
کھلجائے اگر عالم لاہوت تو کیا

لوگ عالم آخرت کو آسمان کے اوپر سمجھتے ہین اور آسمان کو اپنے اوپر جانتے ہین۔ حالانکہ عالم مثال اور دیگر عوالم جنھین آسمان سے بھی تعبیر کرتے ہین کچھ ایسی ترکیب سے واقع ہین جیسے بوریہ کی بناوٹ یعنی ہر ایک عالم دوسرے عالم کے اندر پایا جاتا ہے۔ اس لئے کسی عالم کو کسی عالم سے فصل نہین اور تمام عوالم بحیثیت اجتماعی ایک ہین۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دن کو بعض اوقات چاند آفتاب کے قریب ہوتا ہے تو چاند اور سورج دونون کے نور

باہم ملے ہوتے ہیں۔ مگر دھوپ کی تیزی سے چاندنی نظر نہیں آتی۔ شام کو آفتاب غروب ہوتے ہی چاندنی ظاہر ہوجاتی ہے۔ اسی طرح چونکہ دل عالم ناسوت کی طرف ہمہ تن متوجہ رہتا ہے۔ اس لئے اسکو عالم آخرت دکھائی نہیں دیتا اور جب وہ دل کو ادہر سے ہٹا کر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو عالم آخرت یا مثال بھی دیکھنے لگتا ہے۔

ہرگز نہیں آخرت جہان کے باہر
اندہے کو نہیں اس کی مگر کوئی خبر
دیکھا نہیں کیا چاند قریب خورشید
ثابت ہے شب ماہ بھی دن کے اندر

---

## روح

سارا عالم ایک روح اور ایک جسم ہے۔ جو کسی کو اذیت پہونچاتا ہے وہ اپنی آپ ہی کو اذیت دیتا ہے من عمل صالحًا فلنفسه ومن

اساء فعلیها۔ جو کوئی نیکی کرتا ہے وہ اپنے لیئے کرتا ہے اور جو بدی کرتا ہے وہ اپنے حق مین کرتا ہے۔ (قرآن)

جب روح ہے سب کی ایک اور ایک جسد

پھر کس سے تو کرتا ہے یہان بغض و حسد

جو مارتا ہے کوئی کسی کے منھ پر

آتی ہے پلٹ منھ پہ اُسی کے وہ زد

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے نفخت فیہ من روحی یعنی آدم مین مینے اپنی روح پھونکی ہے اور فرماتا ہے کہ ھو الظاھر وھو الباطن یعنی وہی ظاہر اور وہی باطن ہے ان تمام آیات قرآنی سے صاف واضح ہے کہ خدا خود ظاہر و باطن موجود ہے اور اُسیکی روح ہمارے اندر موجود ہے۔ اور بندے اور اللہ مین دوئی نہین ہے۔ ہان فرق اعتباری ضرور ہے اور وہ ہر شئے مین پایا جاتا ہے۔ مگر حقیقت تمام اشیائے عالم کی ایک ہی ہے۔ فرق اعتباری نہ ہوتا تو وحدت مین کثرت کبھی پائی نہ جاتی۔

لکھا ہے یہ قرآن مین نفخت روحی

اب کہیئے کہ یہ روح بشر ہے کسکی

باطن وہی ظاہر وہی عالم مین ہے ایک
ہرگز نہین اللہ مین بندے مین دوئی

روح قدیم ہے اور جسم حادث ہے۔ یہ پوست ہے اور وہ مغز ہے مگر لوگ پوست کی تو اسقدر پرواخت کرتے ہین اور مغز سے بالکل غافل ہین۔

ہے روح قدیم اور حادث ہے بدن
ناچیز صدف یہ تو ہے وہ دُر عدن

پرواخت مین چھلکے کے یہ جانکاہی ہے
بے مغز اُٹھاتے ہین عجب رنج و محن

جسم اور لذیعٔ نفسانی ہر آن فانی ہین اور روح باقی ہے۔ حظوظ روحانی فنا نہین ہوتے۔ اس لئے جو لوگ جسم کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجاتے ہین اور روح سے بالکل غفلت اختیار کرتے ہین۔ وہ بڑے گھاٹے مین ہین۔ اور جو اشخاص روح کی طرف متوجہ ہین اور بقدر ضرورت جسم کی پرواخت کرتے ہین وہ راہ راست پر ہین۔

کہ روح کی پرواخت کہ جو باقی ہے

ہر آن ہے عیش کی وہ ساقی ہے

کیا روح میں اور جسم میں نسبت غافل

وہ طائر سدرہ ہے یہ آفاقی ہے

روح بادشاہ اور جسم خادم ہے۔ کیونکہ جسم پر روح حکمران ہے۔ جو لوگ جسم اور نفس کی پرستش کرتے ہیں وہ غلاموں کے غلام ہیں۔ انسان کامل وہ ہے جو روحانی قابلیات کو ابھارے اور اجسام پر متصرف ہو۔

ارواح شہنشاہ ہیں خادم اجسام

باطن کی حکومت ہے تو ظاہر ہے غلام

خادم ہیں غلاموں کے یہی نفس پرست

رہتے ہیں پرستش میں انھیں کی مدام

ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلےٰ ابصارھم غشاوۃ - مہر کردی اللہ نے اون کے دلون پر اور اون کے کانون پر اور ان کی آنکھون پر پردہ ہے یعنی ان مین نیک بات کے سمجھنے کی قابلیت ہی نہین رہا - وہ کسی عقل کی بات کو سنتے ہی نہین - اور کسی واقعات کو دیکھکر عبرت ہی نہین حاصل کرتے -

دائم ہے جو روح اوس سے غافل ہین مگر
دنیا کی خرافات پہ ہردم ہے نظر
سنتے نہین پڑہتے نہین یہ حق کا کلام
کیا کیجیے ہین خدا کی مہرین دل پر

---

## عشق

عاشقون کو معشوق کی یاد سے فرصت ہی کہان ہے جو وہ اور کسی طرف متوجہ ہون - یہی ان کی نماز ہے اور یہی ان کا روزہ - اہل استغراق پر احکام شرع

جاری نہین جیسے سوتے پر نماز فرض نہین۔

ہین یاد الٰہی مین جو غرق آٹھ پہر

ان کو نہین کچھ فرض کی سنت کی خبر

سمجھے نہین جو لوگ کہ اسرار صلوٰۃ

کرتے ہین نمازون پہ وہی فخر اکثر

عاشقون کی نماز خیال یار ہے اور زاہدون کی نماز رکوع اور سجود وہ حضوری مین حاضر ہین اور انہین اوس کے مشاہدہ سے حجاب ہے۔

رندون کی نماز ہے خیالِ دلدار

روزہ ہے محب ترک وجود اغیار

اغراض کا چھوڑنا ہے خیرات وزکات

اور حج ہے طوافِ کعبۂ دل ہربار

وہی بات شرک کے ساتھ عبادت بے نتیجہ ہے اور توحید کے ساتھ ہر عبادت نتیجہ خیز ہے۔ چنانچہ حضرت صلعم فرماتے ہیں من قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ ان زنٰی و سرق (حدیث کا مطلب یہ ہے) یعنی جس نے لا الٰہ پر یقین لاکر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہوا۔ اگرچہ زنا اور چوری بھی کرے۔

قسمت ہے یہ کس کی کہ معشوق ملے

زاہد مے عشق ہے یہ تھوڑی پی لے

کیا فائدہ اس بھوک سے اس سجدے سے

اتنی تو ہو یاد حق کہ خود کو بھولے

عشق اسمائے الٰہی میں سے ایک اسم ہے۔ اسکا ظہور عالم خارج میں بغیر عاشق و معشوق کے ہو نہیں سکتا۔ تنزیہ کی حالت میں خدا کا عاشق ہونا محال ہے کیونکہ وہاں اس کی کوئی صورت و شکل ہی نہیں۔ بلکہ ادراک و اس باطنی سے بھی وہ مبرا ہے۔ اس لئے خدا کا عشق اسی عالم ناسوت میں مظہرات حق کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ اور لقاء اللہ بھی اس عالم خارج میں ہو سکتا ہے بعض اشخاص یہ سمجھے ہیں کہ خدا کا عشق اور لقا تنزیہ میں ہوتا ہے اور یہ بالکل

محال ہے۔

بے عاشق و معشوق نہین عشق کہین
بے ماوہ عالم مین نہین کوئی حسین
تنزیہ مین کس طرح سے ہو عشق احد
تشبیہ مین سب اس کے ہین خسار و جبین

سوا خدا کے اور کوئی حسین نہین چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ اللّٰہ جمیل ویحب الجمال یعنی خدا حسین ہے اور حسن سے محبت کرتا ہے۔ اس کا مفہوم یہی ہے کہ خود وہی عاشق و معشوق ہے۔ لیلے کی حقیقت کو جب مجنون سمجھا تو اوس کو لیلے کا خیال جاتا رہا اور ہر طرف اوس کو لیلے ہی لیلے نظر آنے لگی۔ اسی طرح عارف کی آنکھ مین ہر رنگ اور ہر شان مین وہی دکھائی دیتا ہی۔ اور یہی وہ نظر ہے جو خدا کے فضل و کرم سے انسان کو نصیب ہوتی ہے۔

معشوق سوا اُس کے نہین کوئی یہان
وہ حسن کے پردے مین یہان خود ہی نہان

سمجھا جو یہ مجنون کہ ہے لیلیٰ بھی وہی
اٹھی شب تاریک ہوا نور عیان



# نفس یا شیطان

آدمی رحمٰن بھی ہے اور شیطان بھی جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہے۔
من شر الوسواس الخناس ۵ من الجنۃ والناس
(ق) یعنی پناہ مانگتا ہون مین وسوسہ ڈالنے والے شیطان سے جو جنون اور آدمیون کی قسم سے ہے۔ انسان خداوند تعالیٰ کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس مین بھی شان جلال اور جمال دونون موجود ہین۔

اعمال جو اچھے ہین تو ہے خیر النّاس
افعال جو بد ہین تو تو ہی ہے خنّاس
یہ رحمت و شیطنت ہین اوصاف تیرے
رحمٰن ہے تو ہی تو ہی ہے شیطان وسواس

انسان کو اپنے عیب معلوم نہین ہوتے اور جنھین معلوم ہوتے ہین وہ اعلیٰ درجہ کے لوگ ہین۔ حضرت آدم نے فرمایا تھا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اے رب ہمارے ہمنے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

کہتے ہین کہ شیطان کا نہین کوئی وجود

اور خود وہین ہین سب خواص شیطان موجود

شیطان بھی سمجھتا نہین خود کو شیطان

آدم نے جو سمجھا تو ہوئے وہ مسجود

جن اور انس دو نو صورتون مین خناس ہوتا ہے۔ گمراہ اور فاسق و فاجر اشخاص دراصل شیطان ہین۔ مگر لوگ انھین اپنی لاعلمی سے ایسا نہین جانتے۔

خناس کے اقسام ہین جن اور انسان

ظاہر تو یہ آدمی ہے اور جن پنہان

گر شک ہے تو دیکھہ دلکے اندر وسواس

باطن مین تو موجود ہے آنکھون سے نہان

قواے نفسانی کے اجسام اور اشکال ہوتی ہین جب وہ نمودار ہوتے ہین تو عالم خارج مین آجاتے ہین چنانچہ غضب کی شکل آگ کی اور نفس کی شکل مار کی ہے۔

یہ خوف یہ غصہ یہ عداوت یہ حسد

ہر ایک کی الگ روح ہے اور ایک جسد

موجود ہین یہ باطن وخارج مین مجب

ہے مار کوئی گرگ کوئی اسد

کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ ایک پاؤن نفس پر رکھ دوسرا پاؤن خدا کی بارگاہ مین خود پہونچ جاوے گا۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا۔ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی۔

یعنی جس نے سرکشی کی اور حیات دنیا ہی کو اختیار کیا تو اوس کا ٹھکانا دوزخ ہی مین ہے۔ اور جو اپنے رب سے ڈرا اور خواہشات نفسانی کو چھوڑا۔ تو البتہ اوس کا ٹھکانا جنت ہی مین ہے۔

گر نفس سے چھوٹا تو ہے جنت مین قدم
دنیا مین اُسی کے تو ہین یہ ظلم و ستم

گر چاہتا ہے تو غمِ دنیا سے نجات
تو چھوڑ غرض اپنی غضب جاہ و حشم

نفس کو مارنے سے آدمی کی عزت دنیا کرتی ہے۔ دشمن بھی دوست ہو جاتے ہین۔ دیکھو جب آدمی مرجاتا ہے اور نفس باقی نہین رہتا تو دشمن بھی جنازے کو اُٹھاتے ہین اور اُسوقت سارے دشمنی کے خیالات جاتے رہتے ہین۔

گر نفس کو مارا تو ہے دنیا جنت
دشمن بھی اُٹھاتے ہین سرون پر میت

موذی ہے یہ نفس مار اس کو پہلے
یہ سانپ جو مرجائے تو پھر ہے راحت

جس زمانہ مین حضرت آدم اور حوا جنت مین تھے اوس سے عہد طفلی مراد ہے
اور وہ شجر جس کے پاس جانے سے ممانعت کی گئی تھی وہ خواہشات نفس مین
جب آدم نفس کے درخت کے پاس گئے اور خواہشات نفسانی کا پھل چکھا تو جنت سے
نکالے گئے یعنی جب بچے مین نفس ظاہر ہوا اور خواہشات نفسانی کا جوش و خروش بڑہا تو
وہ آرام و راحت اور بے فکری کی زندگی سے نکالا گیا جسطرح حضرت آدم جنت سے نکالے گئے تھے۔

دھوکا ہے جو ارمان پہ اگر دم نکلے
شادی ہی سے سو طرح کے ماتم نکلے

شہوات سے پاک ہے جو بچپن غافل
جنت تھی یہی جس سے کہ آدم نکلے

بچہ کو جو سب لوگ پیار کرتے ہین اور اوس کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔ تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نفس امارہ سے بالکل پاک و صاف ہے۔ اور اپنے
مبدے سے حال ہی مین جدا ہوا ہے۔ وہ سوا خدا کے اور کسی کو نہین جانتا۔
اور نہ کسی سے کوئی غرض رکھتا ہے۔ اسی لئے اس کو محنت اور سوال کی حاجت
نہین پڑتی۔ خود لوگ اسکی خدمت اور پرورش کرتے ہین۔ اسی طرح جو لوگ دنیا مین
موتوا قبل اَن تموتوا پر عمل کرتے ہین اور خلق سے بے غرض ہو جاتے ہین

اور اپنی خواہشات نفسانی کو چھوڑکر توکل اور قناعت اختیار کرتے ہین۔ بلکہ خود ان کی خدمت کرتے اور ان پر دل وجان سے نثار ہوتے ہین۔

اللہ ہمین نفس کے پنجے سے چھوڑائے

شہوات وغضب حرص وتکبر سے بچائے

دنیا کی رہے فکر نہ عقبیٰ کا خیال

بچپن کی جو حالت تھی وہ حالت ہو جائے

نئے مہمان کی سب زیادہ خاطر وتواضع کرتے ہین۔ اس لئے بچون سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ قوی وجہ وہی ہے جسکو اوپر ہم نے بیان کر دیا۔

بچے سے ہر اک شخص کو کیون الفت ہے

حالانکہ وہ معذور ہے بے قوت ہے

ہے دور ابھی نفس کی منزل سے بہت

وارد ہے نیا حق سے اسے قربت ہے

قل اعوذ برب الناس یعنی رب الناس مین جو شیطان سے پناہ کے لیے فرمایا ہے تو اس سے مطلب یہ ہے کہ انسان جامع جمیع مراتب ہے۔ اور اس کا رب بھی رب الارباب ہے شیطان ہر صفت مین ظاہر ہو سکتا ہے مگر اللہ کا مظہر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ جامع جمیع صفات ہے اور شیطان صرف صفات شیطانی یا جلالی رکھتا ہے۔

عالم ہے کہین اور کہین اہل تقویٰ

سالک ہے کہین اور کہین زاہد

درویش کہین شاہ کہین پیر کہین

ہر شکل مین شیطان کو متشکل دیکھا



## (۸) غضب

نار الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنی خدا کی آگ بھڑکی ہوئی جو دلون کو جلا دیتی ہے (ق) ما غضب احد الا اشفی علی جھنم جو غصہ کرتا ہے وہ جہنم کے کنارے پر ہوتا ہے۔

غصہ ہی تو ہے نار جہنم غافل

وہ آگ غضب کی ہے جلین جس سے دل

گر چاہتا ہے آتش دوزخ سے نجات

کر سرد اسے رحمت سے سمجھ آپ کو گل

غصہ آتش دوزخ ہے اور اس آگ کی علامت یہ ہے کہ غصہ کے وقت آدمی کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ سرخی رنگ صاف بتا رہی ہے کہ اندر آگ بھڑک رہی ہوئی ہے۔ جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو اس کے اطراف عالم مثال یعنی وسطے ہوا مین آگ کے شعلے نظر آتے ہین اور کالے کالے بادلون مین لال لال بجلیون کا چمکنا ایک عجیب پرخوف اور ڈراونا منظر پیدا کرتا ہے۔

ہے سرخ جو چہرہ تو ہے آتش اندر

سب رحم و کرم جل کے ہین اب خاکستر

ہے آگ جہنم کی یہ غصہ غافل

بھڑکے گی تو جل جائے گا اندر باہر

اہل غضب کی اصل آگ ہے اور ہر شے اپنی اصل کی طرف راجع ہوتی ہے۔
اس لئے غصہ ور شخص کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس آتش
دوزخ کو رحم و کرم کے پانی سے ٹھنڈا کرتا رہے۔

ہین مرد جو غصے کو دبا جاتے ہین
نامرد ہین دشمن کو جو کھا جاتے ہین
ہر چیز کا میلان ہے مبدے کی طرف
ناری ہین یہ فردوس مین کیا جاتے ہین

غصہ کے وقت تمام اہل غضب کی روحین جمع ہو جاتی ہین اور ان مین سے ہر ایک
روح اس پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ جو اس کارروائی مین کامیاب ہو جاتی ہے۔
وہ غصہ ور آدمی کے غصہ کو دس گونہ کر دیتی ہے۔ اور یہ بیچارہ اس روح خبیث کے
قبضے مین کٹ پتلی کی طرح ہوتا ہے اور وہ جو چاہتی ہے حالت غضب مین اس سے
کرا دیتی ہے۔ عوام الناس اس بات سے بالکل ناواقف ہین۔

انسان ہوا شیطان جو بڑھا غیض و غضب
ہے خوف خدا کچھ نہ بزرگون کا ادب

غصے کو بڑھاتی ہین جو ارواح خبیث
ہٹ جاتے ہین نزدیک سی جو نیک ہین سب

جو لوگ غصہ کے روکنے کی عادت نہین کرتے اور غیض و غضب کو اپنے اوپر قابو دیدیتے ہین اون کی تمام روحانی قوتین کمزور ہو جاتی ہین۔ اور آخرکار وہ جنات اور دیگر ارواح خبیثہ کے بس مین آجاتے ہین۔ اور یہ ارواح اون سے جو کچھ جرائم اور قتل و خون کرانا چاہتی ہین کرا دیتی ہین۔ یہ غصہ ور آدمی اون کے ہاتھون مین ایک گیند ہوتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے جو شخص اپنے غصہ پر حاکم ہو جاتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے سایۂ سے جنات اور بھوت بھاگتے ہین۔

جب سر پہ کسی شخص کے جن آتا ہے
جو چاہے وہ مجبور سے کروا تا ہے
آتے نہین جنات کبھی اوس کے پاس
اس دیو کو غصے کے جو کھا جاتا ہے

---

# (۹) خیرات اور ہمدردی

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃٍ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃٍ مائۃ حبۃٍ (ق) مثال ان کی جو خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین ایسی ہے جیسے ایک دانہ کہ جس سے سات بالین پیدا ہون اور ہر بالی مین سو دانے ہون۔

اللہ کو جو چیز کبھی ہم نے دی
دانہ کی طرح لائی ہزارون بالی

خیرات مین اک دیتے ہین سو لیتے ہین
دیکھی نہین ہم نے تو تجارت ایسی

اَرْحَمْنی یا اللہ کے وظیفہ سے ایک وقت پر رحم کرنا بہت موثر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ لا یرحم لا یرحم یعنی جو کوئی رحم نہین کرتا خدا اسپر رحم نہین کرتا۔

رحمت کی وہ اذن کا وقت آگیا ہے اتر
کر رحم تو رحم حق کا آئے تجھ پر

پڑھتا تو نمازون مین ہے اگرچہ سو بار

بے رحم ہے بے درد ہے جیسے پتھر

انسان انس سے مشتق ہے۔ جس شخص مین محبت اور ہمدردی نہین وہ درا‌صل انسان نہین۔ آدمی کی شکل مین حیوان ہے۔ اہل نفس اور اہل غضب مصلح قوم یا ریفارمر نہین ہو سکتے۔ اور لوگون پر ان کے اقوال و افعال کا کوئی اثر نہین۔

انسان ہے وہی جس مین کہ ہمدردی ہے

کام اپنی غرض سے ہے تو نامردی ہے

خیرات کے کامون مین نہین جوش ذرا

مردے ہین دل و چشم مین کیا سردی ہے

ومن قتل نفساً بغیر نفس او فساداً فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً۔ یعنی جس کسی نے ایک نفس کو بغیر قصاص کے یا بغرض زمین مین فساد پھیلانے کے قتل کیا گویا اوس نے تمام دنیا کی

آدمیون کو قتل کیا اور جس نے ایک آدمی کو جلایا یا پرورش کیا۔ اُس نے گویا تمام روے زمین کے آدمیون کو جلایا اور اون کی پرورش کی (ق) چونکہ تمام عالم جسکو انسان کبیر کہتے ہین ایک جسم اور ایک روح ہے۔ اس لئے ہر شے کی خرابی یا آبادی کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ مصرع۔ بنی آدم اعضاے یکدیگر اند۔

قرآن مین یہ آیا ہے کہ خلق ایک ہے سب

کل پر ہے اثر جب جزو ہو متأثر جب

جب قتل ہوا کوئی تو سب قتل ہوئے

پالا جو کسی کو تو ہوئے سب کے رب

انسان کے کل افراد یعنی تمام دنیا کے انسان جسم اور روح کے اعتبار سے ایک ہی ہین۔ ان کی روح اور جسم مین فرق نہین۔ صرف شکل اور صورت اور رنگ کا فرق ہے۔ یہ امور اعتباری اور فرضی ہین۔ ان کی کوئی اصلیت نہین۔ اس لئے یہ قومی اور مذہبی تعصب اور باہمی نفرت سراسر جہالت اور نفسانیت ہے۔ جو لوگ یہ خیالات رکیک رکھتے ہین وہ بالکل نامہذب ہین خواہ وہ اپنے آپ کو کچھ ہی کیون نہ سمجھین۔

---

سب ایک ہین دنیا کے ہین جتنے انسان

ہندو ہون مسلمان ہون کہ ہون سب بے ایمان

یہ فرق مذاہب یہ لباس اور یہ رنگ

عارض ہین مگر سب کے ہین اک جسم اور جان ۔

الحمد للہ رب العالمین ۔ یعنی سب تعریف ہے اس خدا کے لئے جو عالمون کا پالنے والا ہے خداوند تعالی کی شان ربوبیت سب کو شامل ہے ۔ خواہ وہ کافر ہو یا مومن ۔ دوسری جگہہ قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ رحمتی وسعت کل شیٔ ۔ یعنی میری رحمت نے سب کو گھیر لیا ہے ۔ یعنی کافر اور مومن سب اس کی رحمت مین غرق ہین ۔ اس لئے خیرات اور ہمدردی بغیر کسی قومیت اور مذہب کے لحاظ سے ہونی چاہیئے ۔ ورنہ خیرات مین بھی نفسانیت کا دخل ہو جائے گا جو مضر خیر ہے ۔

دے کافر و مومن کو برابر خیرات

شانین ہین اسی ایک کی یہ دن اور رات

منکر کا بھی رب ہے وہی اور مومن کا
پھر تجھکو تعصب یہ حماقت کی ہے بات

ہر آدمی مین فطرتاً مظلوم کے ساتھ ہمدردی کا مادہ ہے۔ بازار مین جب کوئی شخص کسی کمزور آدمی کو مارنے لگتا ہے۔ تو ہر شخص مظلوم کی طرفداری پر آمادہ ہوجاتا ہے اور اوس کو ظالم کے پنجے سے چھوڑاتا ہے۔ اسکا اصلی سبب یہی ہے کہ تمام افراد انسان ایک ہی روح ہین۔

اک جسم ہے یہ تمام عالم بخدا
صدمہ ہو فلک کو تو زمین کو لرزا

ہمدردیٔ مظلوم ہے سب کو معلوم
گر ظلم کسی پہ ہو تو کل پہ گویا

## (۱۰) اسرار قرآن

قرآن مجید کے سات معنی ہین۔ لفظی معنی کو علمائے ظواہر جانتے ہین اور باطنی

معنی سے اولیاء اللہ واقف ہیں۔ غرضکہ ہر مرتبہ اور ہر مقام کا آدمی انھیں الفاظ قرآن سے مختلف معنی سمجھتا ہے۔ بلحاظ باطن کے فرعون سے مراد نفس ہے اور ہارون سے عقل اور موسیٰ سے قلب۔ نفس قلب کو دبانا چاہتا ہے اور قلب عقل کی مدد سے اس کے پنجے سے رہائی پاتا ہے۔

قرآن کو سمجھتے ہیں جو ہیں مرد حکیم
الفاظ پرستوں کو نہیں عقل سلیم

فرعون ہے یہ نفس تو ہارون ہے عقل
موسیٰ جسے کہتے ہیں وہ ہے قلب عظیم

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۔ فلق کے معنی نور صبح کے ہیں اور نور صبح سی مراد توحید ہی اور رات سی مراد غیریت اور دوئی ہی۔ جب غیریت اٹھ گئی تو وحدت نمودار ہوا اور سب اشیائے عالم نور میں ڈوب گئیں۔ مقام وحدت میں عبد و معبود کا فرق جاتا رہا اور وہی ایک ہستی مطلق باقی رہ گئی۔

کہتے ہیں فلق کسکو سمجھ کچھ تو ذرا
ہے نور سحر رات کے رخ سے پیدا

ہے عابد و معبود مین حائل یہ دوئی

جب اٹھ گیا پردہ تو ہوا وصلِ خدا

لفظ اللہ مین الف سے اشارہ مرتبۂ احدیت ذاتی کی طرف ہے اور اس مرتبہ لاتعین سے کوئی بحث نہین۔ الف کے بعد لام ہے جس سے مراد الوہیت ہے جو مرتبہ صفات ہے۔ اور اسی مرتبہ سے بحث کی جاتی ہے۔ اس کے بعد لا ہے جس کے معنی نفی کے ہین یعنی پھر صفات کی نفی کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد ہو ہے جس سے مراد ہویت احدیت ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ پہلے ذات مراتب تعین مین اترتی ہے اور پھر تعینات کے دور کرنے سے مرتبہ احدیت مین پہنچتی ہے۔ اور یہ سب مراتب ایک لفظ اللہ مین مندرج ہین۔ یعنی مرتبہ ذات اور صفات ایک ہی شئے واحد ہے۔

اللہ مین ہے بعد الف لام اور لا

ان دونو کے رمز اور اشارے ہین جدا

ہے لام الوہیت کا جس مین ہین صفات

اور لا سے نفی سے پھر تعین ہین فنا

لفظ اللہ مین سب سے پہلے الف ہے۔ اور آخر مین ہ ہے۔ الف احدیت اور
ہ ہوتیت کا ہے اور یہ دونون مرتبہ ایک ہین۔ درمیان مین لام نے بیت کا آیا کہ
وہ دو مرتبہ صفات ہے۔ احدیت سے صفات ظاہر ہوئے۔ پھر وہی صفات
ہوتیت کی طرف لوٹ گئے۔ اول بھی وہی ذات ہے اور آخر مین بھی وہی ذات
ہے اور درمیان مین جو صفات ہین وہ اعتباری ہین۔ الغرض اسی ایک ذات سے
عالم نکلا ہے۔ اور اسی مین پھر لوٹ جاتا ہے۔ اور یہ بھید رموز اللہ
درج ہین۔

اللہ مین اک الف ہے پہلے آیا

ہے احدیت ذات کا اس سے ایا

آخر مین ہے پھر مرتبہ ہ

اول وہی آخر وہی سن ہنرورا

قل مین جو قاف ہے اس سے مراد قلزم وحدت ہے اور لام سے مراد لا سے
نفی ہے یعنی صفات عالم سب قلزم وحدت مین فنا ہین جیسے قطرے دریا مین وہان ذات
اور صفات عین ہین۔ غیریت اعتباری بھی باقی نہین جاتی اور اللہ مین جو ہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ تمام صفات
اللہ ذات مطلق کے ہین۔ جس کو مرتبہ ہوتیت کہتے ہین۔

قل مین ہے جو قاف اس سے قلزم ہے مراد

اور لام سے ہے لائے نفی اضداد

ھ جو ہے ہو مین ہویت ذات کی ہے

اللہ مین ہین جملہ صفات اضداد

خداوند تعالی فرماتا ہے لم یلد اس نے کسی کو نہین جنا۔ قرآن شریف کی کمال فصاحت و بلاغت یہ ہے کہ یہان ایک ہی لفظ مین مفہوم اور مثال دونو موجود ہین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے خلق کو اس طرح پیدا نہین کیا جیسے کوئی مان باپ بچے کو پیدا کرتے ہین۔ یعنی خدا اور خلق مین وہ نسبت نہین ہے جو باپ اور بیٹے مین ہے۔ بلکہ خدا خلق کا ظاہر اور باطن دونون ہے۔ ذات سے صفات کا انفکاک اور علیحدگی محال ہے۔ خدا ایسا نہین ہے کہ باپ کا وجود نہ ہوا اور بیٹا قایم رہے۔ یعنی خدا نہ ہو اور خلق موجود رہے۔ مخلوق کی ہستی خدا کی ہستی ہے اور صفات بھی اسی کے ہین خلق کا وجود صرف اعتباری اور وہمی ہے۔

مرنے سے نہین باپ کے مرتا بیٹا

ہے باپ کا جسم اور بیٹے کا جدا

نسبت یہ نہین خلق و خدا مین ہرگز

بالذات ہے وہ اور یہ عالم دھوکا

خداوند تعالیٰ کا وجود حقیقی اور خلق کا وجود وہمی اور اعتباری ہے جو شئے محض فرضی اور وہمی ہو وہ دراصل معدوم ہے۔ خداوند تعالیٰ ہر شئے کی کوئی علحدہ علت نہین بلکہ وہ عین شئے ہے جیسے نمدہ یا کمل کہ اون سے مرکب ہے اور دراصل اون ہی ایک خاص حیثیت سے موجود ہے۔ مگر ایک خاص صورت کا نام نمدہ ہے جو اون پر طاری ہے۔ وہ کسی کا باپ نہین یعنی کسی شئے کی علت علحدہ نہین جیساکہ نصارا اور دیگر مذاہب باطلہ خیال کرتے ہین کہ خدا ایک علحدہ وجود ہے اور خلق ایک علحدہ۔ یہ بالکل غلط اور شرک محض ہے۔

کر فہم کہ لم یلد سے کیا ہے مقصد

جنتا وہ نہین جیسے کہ والد سے ولد

علت وہی کامل ہے وہی اصل وجود

بے اون کے پایا نہین جاتا ہے نمد

# تعلیم و تربیت

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یعنی پناہ لیتا ہون مین روشنی یا علم کے رب مین علم نور ہے اور جہالت تاریکی ۔

سمجھا بھی ہے کیا رب فلق سے ہے مراد
ہے کسب علوم کا یہان پر ارشاد
کہتے ہین فلق جس کو وہ ہے صبح کا نور
اور نور ہے علم جہل ظلمات نژاد

مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ پناہ مانگتا ہون مین شر سے ان عورتون کے جو گانٹھون مین پھونکتی ہین ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قوائے نفسانی جو عورتون کی طرح ہین قوائے روحانی پر جو مردون کی طرح ہین جادو کر دیتی ہین اور ان کو اپنے قابو مین کر لیتی ہین اور اس طرح آدمی کو روحانی ترقی سے باز رکھتی ہین ۔

کر فہم نفث سے کیا ہے مطلب اسکا
اور پھونکتی گانٹھون مین ہین وہ کون بتا

یہ عورتین ہین قوائے طبعی نادان
بس ہین ہین انھین کے روح اعلیٰ کے قویٰ

مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ - پناہ مانگتا ہون مین حاسد کی شر سے جب وہ حسد کرے ۔ جب آدمی روحانی ترقی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو نفس شیطان کو اسپر حسد ہوتا ہے ۔

حاسد ہے یہان کون حسد کیا ہے بتا
حاسد ہے یہی نفس ترا سوچ ذرا
ہوتے ہین جو ہم خدا کی جانب راغب
ہوتا دلِ شیطان مین حسد ہے پیدا

دنیا ایک عجیب تہلکہ کا مقام ہے ۔ یہان علم اور استاد یا پیر کی از حد ضرورت ہے جو کسی پیر یا شیخ سے بیعت نہین کرتے وہ اکثر ضلالت اور وبال دنیا مین گرفتار ہو جاتے ہین ۔ علوم ظاہری شیطان نفس کے پنجے سے بچا نہین سکتے ۔ اسلئے ہر شخص کو علوم باطنی کی تعلیم بھی ضروری ہے ۔

دنیا جسے کہتے ہین وہ ہے بحر عمیق

ہے بال سے باریک صراط تحقیق

ہشیار کہ ہر گام ہے گرداب بلا

خطرہ ہے اگر ساتھ نہین پیر طریق

اَلعلم نُکۃٌ یعنی علم ایک ہی نکتہ وحدت ہے۔ جس کسی کو توحید نصیب ہوئی اسکو تمام ظاہری اور باطنی علوم کے خزانون کی کنجی ہاتھ آئی۔ دنیوی علوم کے حصول سے نجات نہین ملسکتی بلکہ یہی علوم خدا سے حجاب ہوجاتے ہین چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ العِلمُ حِجابُ الاکبرُ یعنی دنیوی علوم خدا کے درمیان پردہ ہوجاتے ہین اور لوگ اون کی وجہ سے گمراہی مین پڑجاتے ہین۔ آخر مین یہی علوم وبال جان ہوتے ہین

بی اے ہوئے ایم اے ہوئے اور ایل ایل ڈی

طب اور وکالت کی سند بھی جو ملی

بے علم خدا جہل ہین سب علم و ہنر

علمون کے خزانون کی ہے وحدت کنجی

یہ علوم و فنون بھی بغیر توحید اور علم الٰہی کے ایک قسم کا جہل ہے۔ روح پر مرنے کے بعد بھی علوم باقی رہینگے۔ قرآن شریف اور توحید معرفت الٰہی کے لئے کافی ہے اور بغیر خدا کی معرفت کے تمام علوم و فنون بےکار محض ہین۔ ان سے نجات حاصل نہین ہو سکتی۔

کہتے ہین جسے علم نہین جہل سے کم
ہے بار کتب اتنا کہ ہے پشت بھی خم
کافی ہے ہمین ایک کتاب توحید
حاصل جو ہوئی یہ تو ملا جام جم

اس زمانہ کے مدارس مین صرف مادی تعلیم دیجاتی ہے۔ روحانی تعلیم کے سلسلہ کا نشان بھی نہین جو لوگ مدارس سے پڑھکے نکلتے ہین وہ علم آخرت سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہین اور وہ دنیا کے لئے اکثر خطرناک ثابت ہوتے ہین۔ مقصود تعلیم اخلاق آلہی کا استحصال تھا۔ مگر وہ دنیاوی دقیق خیالات لیکر سوسائٹی مین آتے ہین اور روحانیت کے عوض نفسانیت کی اشاعت کرتے ہین

تعلیم مدارس پہ جو کرتے ہین نظر
پاتے نہین کچھ علم الٰہی کی خبر

غایت ہے یہی علم کی حق کو پائین

گروہ نہ ملا ہیچ ہے سب علم و ہنر

خداوند تعالی فرماتا ہے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ اور تم اپنے اندر کیون نہین دیکھتے۔ افسوس ہے کہ لوگ جمادات اور حیوانات کا تو علم حاصل کرتے ہین مگر اپنے علم اور معرفت سے بےخبر رہتے ہین۔ اسفل چیزون مین عمر ضایع کرتے ہین اور اعلی معلومات سے بھاگتے ہین۔ ان کی مثال اس دیوانہ شخص کی ہے کہ جو گھر مین تو بے انتہا دولت رکہتا ہو اور ویرانون مین خزانہ ڈھونڈتا پھرے۔

عالم تو ہین لیکن نہین کچھ اپنی خبر

معلوم نہین کیا ہے ہمارے اندر

اپنے سے تو یہ جہل ہے لاعلمی ہے

ہے علم جمادی و نباتی اکثر

خدا کے سوا اور کسی کا وجود نہین۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو موجود سمجھتا ہے۔ تو اوس کا یہ خیال باطل ہے۔ اور باطل کا علم بھی باطل ہے۔ اسواسطے جو کچھ علم اشیاے عالم کا

حاصل کیا جاتا ہے وہ علم دراصل نہیں ہے۔ لیکن اگر توحید یعنی خدا کا علم حاصل کیا جاسکے تو البتہ وہ اصلی اور حقیقی اور نفس الامری ہے۔

کیا فائدہ گر تو نے کتابیں چاٹیں
حاصل وہ ہوا تجھکو کہ دراصل نہیں
بے اصل کا یہ علم بھی باطل ہے محب
توحید نہ سیکھی کہ جو ہے علم یقین

## (۳۸) موت وحیات

اَلنَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ (ترجمہ) سونا مرنے کا بھائی ہے۔ یعنی خواب چھوٹی موت ہے خواب راحت ہے جو تمام کلفت جسم کو دور کردیتی ہے۔ دن بھر کی تکان کے بعد سونا ضرور ہے۔ اسیطرح زندگی کی محنتوں اور کشمکش کے بعد موت بھی لازمی ہے۔ جس سے عمر بھر کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ موت کا خوف ایسا ہے جیسے کوئی سونے سے ڈرے اور راحت کو عذاب سمجھے۔

کیوں موت سے ڈرتا ہے جو ہے عین سرور
سوتا ہوا راحت میں ہے اور رنج سے دور

یہ موت ہے خواب کا برادر نادان

اس زیست کی کلفت سے بھی راحت ہو ضرور

وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ (ق) آدم کے قالب میں میں نے اپنی روح پھونکی ہے۔ اس صورت میں روح ازلی اور ابدی ہے۔ البتہ قالب بدلتا رہتا ہے۔ انسان خدا کا مظہر ہے تو انسان بھی ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کو کوئی فنا نہیں صرف ترکیب جسمانی بگڑ جاتی ہے۔ اور روح اور کوئی لباس پہنتی ہے۔ لباس کے بدلنے کو موت وحیات کہتے ہیں۔

قالب کا بدلنا ہے یہ مرنا جینا

ارواح کو واللہ نہیں کوئی فنا

اللہ کا مظہر ہے جو انسان محب

پھر کیون نہ ہو دائم کی طرح اسکو بقا

انسان کے سات قالب ہیں جو سات مختلف عالموں میں موجود ہیں۔ سب سے کثیف قالب اس عالم ناسوت کا ہے اور اسی کو ہم جانتے ہیں۔ یہ قالب روح نکل

جانے کے بعد بے حس اور بیکار ہو جاتا ہے مگر روح کے دوسرے قالب بجنسہ موجود رہتے ہیں اور وہ دوسرے عالموں میں برابر کام کرتی ہے جیسے تیتری یا تتلی اپنے قالب کو چھوڑ کر اڑ جاتی ہے یا سانپ اپنی کینچلی چھوڑ دیتا ہے اسی طرح روح بھی مرنے کے بعد اپنے اس قالب کو ترک کر دیتی ہے اور یہ قالب جن اجزا سے بنا تھا پھر انھیں میں سڑ گل کر مل جاتا ہے۔

کچھ ایک نہیں اس کے تو ہیں سات وجود

ہر عالم بالا میں ہے انسان موجود

سمجھا ہے اسی قالب خاکی کو "میں"

ہوتا ہے پس از مرگ یہ فانی مفقود

یہ دنیا بھی ایک خواب ہے۔ اور جو اس میں گرفتار ہیں وہ خواب ہی میں ہیں یعنی مرنے کے بعد انھیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم سوتے تھے اور ایک خواب پریشان دیکھ رہے تھے۔ جس کو ہم بیداری جانتے ہیں وہ بھی غفلت ہے۔ جو ادھر بیدار ہے وہ عالم آخرت سے غافل ہے۔ اور جو ادھر بیدار ہے وہ دنیا سے غافل ہے۔ الغرض روح جس طرف متوجہ رہتی ہے تو اسی طرف اس کی بیداری کہی جاتی ہے۔

دنیا مین جو مصروف ہین وہ سوتے ہین

یہ عمر عزیز اپنی عبث کھوتے ہین

جب موت انھین خواب سی چونکاتی ہے

ملتے کف افسوس ہین اور روتے ہین

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ ۔ یعنی دوستان خدا نہین مرتے ہین ۔ بلکہ
وہ تو زندہ جاوید ہین ۔ شعر

فنا کیسی بقا کس کی جب اس کے آشنا ٹہیرے ۔ کبھی اس گھر مین آنکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹہیرے

اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔

یعنی نہ کہو اون لوگون کو جو خدا کی راہ مین قتل ہوئے مردے بلکہ وہ زندے ہین
مگر تم نہین جانتے ۔

کیا غور سے قرآن کبھی تم نے ہی پڑھا

طوطے کی طرح یا کہ ہے ہر روز رٹا

مرتے نہین اللہ کے جو عاشق ہین
ہین زندہ جاوید محبان خدا

## (۱۳) بعث و نشر

بعث و نشر اور دور و بروز پر دلائل قوی موجود ہین اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی والدین کے مختلف المزاج بچے پیدا ہوتے ہین اور اس اختلاف کا سبب قابلیات مختلفہ کے سوا اور کچھ معلوم نہین ہوتا اور قابلیات عمل سابقہ یعنی زندگی گزشتہ کے نتیجے ہین۔

اطفال کے اخلاق پہ کر غور ذرا
ہر طفل برادر سے ہی خلقت مین جدا
گر جھوٹ ہے بعث پھر یہ ہوتا کیون ہی
شیطان سے ولی ولی سی شیطان پیدا

وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تَشْكُرُوْنَ - یعنی تم مردے تھے ہمنے تمکو زندہ کیا پھر مارا پھر جلایا پھر اسیکی طرف تم لوٹوگے ۔ موت کے بعد ہم نے تمہین اوٹھایا شاید تم شکر کرو ۔ اس آیت سے بعث و نشر کی تکرار ثابت ہے ۔

یہ حشر یہ نشر آزمانا کیا ہے

مردون کو قبور سے اٹھانا کیا ہے

مر کر جو نہ ہم جہان مین پھر آتے ہین

قرآن مین یہ مار کر جلانا کیا ہے

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

(قرآن) یعنی اس مین سے پیدا کیا ہم نے تم کو اور پھر اسی مین ہم تمہین لوٹا دیتے ہین اور اسی سے پھر ہم تمہین نکالتے ہین (جب تک خداوند تعالی کا عرفان نصیب نہین ہوتا آدمی اسی آواگون کی چکر مین پڑا رہتا ہے)

مر مر کے پھر آتا ہے غضب کی آفت

مشرک کی جہان بھر سے بری ہی قسمت

چھٹتا ہی نہین سوت کے چکر سے کبھی
جب تک کہ نہ حاصل ہو مقام وحدت

مَا نَنسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا

(ق) نہین کاٹتے ہم کسی آیت کو یا بھلا دیتے ہین او سکو تو لاتے ہین بہتر اس سے یا اس کے مثل نسخ اور تبدیل قرآن سے ثابت ہے۔ جب اخلاق سے چہرہ بدل جاتا ہے تو کل جسم بھی بدل سکتا ہے۔ تناسخ کے اصلی معنی نسخ کے ہین یعنی ایک قالب کا بگڑ کر دوسرا قالب بنا۔ یعنی ایک قالب سے روح کا دوسرے قالب مین جانا۔ خواہ یہ آنجانا فوری ہو جیسا کہ ایک ہندون کا فرقہ کہتا ہے یا بعد موت کے ایک عرصہ دراز کے بعد ہو جسکی خبر قرآن شریف اور احادیث نبوی دیتی ہین۔

کیون مسخ و تناسخ سے ہے انکار اکثر
عالم مین بدلتی ہے ہر اک شئے پیکر
کل جسم پہ کیونکر نہ اثر ہوئے گا
ہوتا ہے جو اعمال کا چہرے پہ اثر

خداوند تعالی حکیم اور قدیر دونو ہے۔ اسکی قدرت حکمت کے ساتھ ہے۔ لوگ بعض اوقات خدا کی حکمت کا خیال چھوڑ کر گفتگو کرتے ہین اور قانون قدرت کے

خلاف باور کرتے ہین حالانکہ قانون قدرت کے خلاف کرنا حکمت سے خارج ہے عام قانون یہ ہے کہ آدمی مان کے پیٹ کے وزلیعہ سے پیدا ہوتا ہے - یہ فعل حکمت کے موافق ہے - اگر خدا کسی کو قبر مین سے اٹھا کر کھڑا کر دے تو یہ حکمت کے خلاف ہے - اور ایسی صورت مین اسم حکیم کا فعل معطل ہو جائے گا - جو کبھی ممکن نہین یعنی گو خداوند تعالیٰ ایک مردے کو قبر مین سے اٹھا کر کھڑا رہنے کی قدرت رکھتا ہے مگر وہ اپنی حکمت اور قانون قدرت کے خلاف نہین کرتا - اونٹ سوئی کے ناکہ مین سے نکل جائے گا - تو اوسوقت یا تو سوئی کا ناکہ چار کمان کی محراب کے برابر ہوگا یا اونٹ اسقدر چھوٹا ہوگا جو سوئی کے ناکہ مین سے گزر جائے - یہ محال ہے کہ سوئی کا ناکہ بھی اسقدر چھوٹا ہو اور اونٹ بھی اسقدر بڑا رہے اور پھر وہ ناکہ مین سے ہو کر گزر جائے - جو لوگ ایسی باتین سوچا کرتے ہین وہ خداوند تعالیٰ کے حکیم ہونے کا خیال نہین رکھتے قیامت صغریٰ یہی ہے کہ آدمی مر کر پھر مان کے پیٹ سے اس دنیا مین پیدا ہوتا ہی اور یہی آواگون حشر و نشر ہے -

قادر بھی ہے اللہ مصور بھی حکیم
اُگتا ہے کہین بیج سے بیری کے بھی نیم
قبر ین ہین شکم مان کی سمجھہ اے نادان
دیکھہ آنکھون سے یہ حشر اگر تو ہے فہیم

فلینظر الانسان مما خلق ہ خلق من ماءٍ

دافق یخرج من بین الصلب والترائب انه علی رجعه لقادر۔ ترجمہ چاہیے دیکھے کہ آدمی کس چیز سے بنا ہے۔ وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے بنا ہے جو ریڑھ اور چھاتیوں کے بیچ سے نکلتا ہے۔ بیشک وہ اس کے پھیر لانے پر قادر ہے۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ مردے ماں کی شکم سے حسب قانون فطرت پھر پیدا ہوں گے۔ اس بات پر کہ حشر اسی عالم ناسوت یعنی دنیا میں ہوگا یہ آیت قرآن دلیل ہے۔ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور۔ یعنی کیا نہیں جانتے کہ ایک وقت قبروں سے اوٹھائے جائیں گے قبریں عالم ناسوت میں ہیں۔ تو حشر بھی اسی عالم میں واقع ہوگا۔

کیا حشر کے معنی ہیں سمجھ اے نادان
اٹھینگے وہ قبروں سے ہی ناطق قرآن
ثابت ہے کہ ناسوت میں حشر ہووے گا
جو مرگئے پھر آئینگے بے شبہ یہاں۔

# دنیا کی بے ثباتی

دنیا سے نہ کچھ ساتھ لاتا ہے نہ لیجاتا ہے اور دولت کی جمع کرنے سے اور چھوڑ جانے سے عزیز و اقارب کو خوشی ہوتی ہے محنت تمام اوس نے کی اور مزے وہ مردن نے اوڑائے۔

دنیا سے کوئی چیز نہ لے جاتا ہے
یہ جسم بھی مٹی ہی کو دے جاتا ہے
یہ محنتین انبار یہ دولت کے ہین کیون
خوش سب ہین جو تو جہان سی جاتا ہے

ہر سانس کے ساتھہ ایک عالم پیدا ہوتا اور دوسرا فنا ہوتا ہے یعنی تغیر عالم اس سرعت کے ساتھہ ہو رہا ہے کہ تیزی رفتار کی وجہ سے وہ قایم معلوم ہوتا ہے اور یہ صرف نظر کا دہوکا ہی تجدد امثال کو سب مانتی ہین مگر چونکہ آدمی کی توجہ دنیا کی کاروبار مین مصروف رہتی ہی۔ اسلئی اسکو یہ امور آخرت محسوس نہین ہوتے گویا کہ آنکھین تو ہین مگر ان مین ان باتونکی دیکھنے کی بصیرت نہین۔

ہر آن تغیر ہے تبدل ہے یہان
رہتا نہین اک حال پہ قایم یہ جہان
ہوتے نہین غافل کو حوادث محسوس
آنکھین تو ہین موجود بصیرت ہے کہان

شادی اور غمی امور اضافی ہین۔ ورنہ خارج مین انکا کوئی وجود متحقق نہین۔ عزیز کے مرنے سے ایک آدمی کو رنج ہوتا ہے۔ مگر قبر کن مردہ شو کو خوشی ہوتی ہے۔ اسیطرح

ہر رنج اور خوشی کو صرف ہمارے ہی خیال اور وہم پیدا کرتے ہین اور ہمین اس سے متاثر ہوتے ہین۔

ہر آن بدلتے ہین جہان کے احوال
شادی ہے کبھی اور کبھی رنج و ملال
گر غور سے دیکھو تو نہ شادی ہے نہ غم
جو کچھہ نظر آتا ہے وہ ہے وہم و خیال

قناعت اصلی غنا ہے۔ مال و دولت سے غنا حاصل نہین ہوتا صاحب مال اکثر حرص کی وجہ سے محتاج پائے جاتے ہین۔ ترقی ملل وجاہ کی فکر مین لوگون کی غلامی کرتے پھرتے ہین۔ حالانکہ ان کے پاس اسقدر روپیہ ہے کہ ان کی سات پشتون کے خرچ کو بھی کافی ہے مگر اپنی طمع اور حرص کی وجہ سے وہ گداؤن سے بدتر ہین۔

دنیا کی بہت ہم نے تو حالت دیکھی
لیکن نہ کسی دل مین فراغت دیکھی

زر سے نہین ہوتا ہے کوئی شخص غنی

ہم نے تو قناعت سی نہ دولت دیکھی

لوگ مال و جاہ اور حکومت پر غرور کرتے ہین۔ مگر یہ عارضی چیزین ہین سوان کا تغیر اور تبدل ضروری ہے۔ جب یہ مراتب دنیوی ہاتھ سے چلے جاتے ہین۔ تو اوسوقت وہ بیدار ہوتے ہین۔ اور جن چیزون پر فخر و ناز تھا اونکی ناپائیداری ثابت ہوتی ہے۔

ہر آن بدلتے ہین فلک اور زمین

جو دوست تھا کل آج ہی وہ صاحب کین

مضبوط مکانون پہ حکومت پہ تھا بل

جب خواب سے چونکے تو مکان تھی نہ مکین

# دنیاداروں کی حالت

خلقت انسانی کی غایت اور غرض اتنی ہی سے ہے کہ وہ دنیا مین آکر حق کو پہچانے

کیونکہ خداوند تعالی فرماتا ہے کہ من اعمی فی ھٰذہ فھو اعمی فی الآخرۃ - یعنی جو کوئی شخص یہان اندھا رہا وہ آخرت مین بھی اندھا رہے گا۔ خدا کی شناخت کی جگہہ دنیا ہے۔ جب اس کو یہان نہ پہچانا تو آخرت مین بھی نہ پہچانے گا۔ سماوات کو چکی سے مثال دی ہے جس مین دانہ پستا ہی یعنی ناحق اس دنیا کی تکلیفات برداشت کی اور مقصد اعلیٰ حاصل نہ ہوا۔

دولت کی اُسے حرص حکومت کی اسے

آرام کہان اسکو کہ ہے حرص جسے

دنیا مین جو آئے تھے تو حق کو پاتے

ناحق یہ سماوات کی چکی مین پسے

اس زمانہ مین صرف تکلفات کا نام تہذیب ہے۔ برخلاف زمانۂ قدیم کے کہ عمدہ اخلاق اور اچھے عادات کا نام تہذیب تھا۔ اگر کسی کے جسم مین کوٹ اور پتلون اور گھر مین میز کرسی موجود ہے تو وہ جنٹلمین یعنی مہذب آدمی ہے گو ڈاکو اور چور ہی کیون نہ ہو یہ عزت اور دولت۔ شائستگی اور غیر شائستگی سب وہمی اور فرضی امور ہین جو انسان کو بجز تکلیف اور کوفت کے اور کچھہ نہین دیتے خدا کے پاس یہ سب مفروضات انسانی لاشے محض ہین۔

تہذیب تکلف ہی کو سمجھے نادان

پیسہ جو نہین پاس تو ہین سرگردان

بے کوٹ کی تپلون کے عزت ہی نہین

یہ عزت و ذلت ہے فقط وہم وگمان

پوشاک اور لباس عارضی امور ہین اور علم و ہنر ذاتی اشیا ہین اہل علم اگر لنگوٹی باندہین تو وہ فیشن ہوجاتا ہے اور بے علم اور بے ہنر آدمی اگر شاہی لباس بھی پہنے تو وہ بے قدر ہوجاتا ہے ۔ فیشن لایق لوگون کا لباس ہی ہوتا ہے ۔ خواہ پاجامہ ہو یا تپلون ۔ لباس بدلنے سے کوئی شخص لایق نہین ہوجاتا ۔ بلکہ وہ لباس ہی اس کے استعمال سے نکما چیز ہوجاتا ہے ۔

ننگے رہین یا ایک لنگوٹی باندہین

گر علم و ہنر ہے تو ہین سب کی آنکھین

اخلاق کی اعمال کی عزت ہے محب

بے قدر ہین آتا نہین کچہہ علم جنجہین

جب آدمی مرتا ہے۔ تو صرف یہ جسم جو ایک قسم کا اور کوٹ ہے دور ہو جاتا ہی باقی اور کسی قوائے ادراکی اور عقلی اور روحانی مین کوئی فتور نہین آتا۔ ہر شخص کی آخرت کی نسبت اس کے اعمال سے پیشین گوئی کی جا سکتی ہے کہ وہ مرنے کے بعد کس حالت مین رہے گا۔ مثلاً جو شخص زندگی مین عبادت الٰہی مین مصروف رہتا ہے۔ وہ مرنے کے بعد بھی اسی شغل مین مشغول رہے گا۔ اور وہان بھی بڑے بڑے علمائے زمانہ سے جو مر گئے ہین علم الٰہی حاصل کرے گا جو گانے بجانے یا تصویر کشی کے شغل مین رہتا ہے۔ وہ بعد موت بھی انہین اشغال مین رہے گا۔

سب فکر مین دنیا ہی کے ڈوبی ہین یہان

سمجھے ہین یہی ایک ہے خلقت مین جہان

معلوم ہے ہم مر کے کہان جائینگے

اعمال مین یہ منزل آخر کے نشان

دنیا ایک میلا یا بازار ہے جہان انسان معرفت حق حاصل کرنے کے لئے آتا ہی مگر نفس اسکو بیکار چیزون کے حصول مین لگا دیتا ہے اور اصلی شئے یعنی معرفت حق کے الماس کو بھول جاتا ہے۔ اور اوس کی تلاش نہین کرتا۔ آخر کار مرنیکے بعد کف افسوس ملتا ہے اور پھر دنیا مین پیدا ہونا چاہتا ہے۔

افسوس تہیدست وہ میلے سے چلا
لینے جسے آیا تھا وہ اسکو نہ ملا

جو کچھ کہ کمایا تھا رہا سب وہ یہین
اور لے گیا دنیا سے فقط رنج و بلا

## افلاس اور امارت

افلاس اور امارت امور اضافی ہین۔ یعنی خارج مین ان کا وجود متحقق نہین۔ باہم مقابلہ سے ایک نسبت پیدا ہوتی ہے جسکو افلاس یا امارت کہتے ہین۔ ہر امیر دوسرے امیر کلان کے مقابلہ مین غریب ہے اور ہر فقیر دوسرے مفلس سخت کے مقابلہ مین امیر ہے۔ محض افلاس یا محض امارت پائی نہین جاتی۔ اس لئے ہر شخص اپنے نیچے طبقے کے لحاظ سے امیر ہے اور اوپر کے طبقے کے اعتبار سے غریب ہے

افلاس و امارت ہین اضافی دو نو
باہم کے تقابل سے ہین احوال یہ دو

مطلق نہ امارت ہے نہ مطلق افلاس
دو نو ہین عدم نسبت وہمی ہے گو

مال اور دولت آدمی کے ذاتی اوصاف نہین۔ صرف عارضی اشیا و غیر ذاتی چیزین ہین۔ ان پر فخر اور مباہات نہایت ہی درجہ کی کم عقلی ہے۔ سونے پر سونے کو فخر کرنا زیبا ہے کہ اوس کی قیمت ذاتی ہے۔ انسان اس پر فخر نہین کرسکتا کیونکہ وہ اس کے پاس سے چلا جاتا ہے۔ صرف اس کے پاس ہونے کا فخر حماقت ہے۔ امیر لوگ اسی طرح علم و عمل کے محتاج ہین جسطرح کہ ایک غریب آدمی روپیہ پیسہ کا محتاج ہے۔

مفلس کو سمجھتا ہے بُرا کیون یہ امیر
کس بات مین وہ کبیر اور یہ ہے صغیر

یہ دولت و مال سب عوارض ہین محب

ذاتی نہین گر وصف تو ہے وہ بھی فقیر

امیر کی حالت سے غریب کی حالت بہتر ہے۔ کیونکہ امیرون کو اپنی امارت اور دولت پر بھروسہ اور بل ہوتا ہے اور مفلس کو رزاق پر بھروسہ ہوتا ہے۔ اور جس حال مین خدا پر بھروسہ ہو وہ حالت بہتر ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ غریبون اور مفلسون کو خدا سے قرب ہو جاتا ہے اور امیرون کو اس سے بعد۔

دولت پہ بھروسہ ہے امیرون کو اگر

پھر ان سے تو مفلس کی ہے حالت بہتر

سامان تکبر ہے امیری نادان

افلاس مین رزاق پہ ہوتی ہے نظر

افلاس اور امارت حالات یا اوصاف متضادہ اور اسمائے متقابلہ مین جبتک دنیا مین غریب نہ ہون امیرون کا وجود مفقود ہے۔ جب تک کوئی صاحب اولاد نہ ہو باپ نہین کہلاتا ہے۔ یا جب تک رعایا نہ ہو بادشاہ نہین ہو سکتا۔ الغرض کا

وجود افلاس پر منحصر ہے۔ اس لیئے امرا کو فقیرون کے ساتھ سلوک اور احسان ضروری ہے۔

باقی نہ جہان مین رہے گر کوئی گدا
پھر تو نہ لگے کہین امارت کا پتا

دم سے ہین فقیرونکے یہ دنیا مین امیر
لازم ہے کرین گدا کا بھی شکر ادا

قناعت ہی غنا ہے۔ مال و دولت سے تونگری اور غنا حاصل نہین ہوتی۔ بہت سے ایسے اشخاص دنیا مین موجود ہین جو قناعت اختیار کرنے اور حرص و طمع کے چھوڑ دینے سے آسودہ اور بے پروا ہین وہ بادشاہ کی بھی کوئی ہستی نہین جانتے۔ اور بہت سے ایسے آدمی ہین جو مال و دولت رکھتے ہین اور پھر لوگونکی خوشامدین کرتے پھرتے ہین۔ روپیہ کے پیدا کرنے مین سرگردان ہین۔

کہتے ہین امارت جسے وہ ہے بیکار
ہے اہل بصیرت کی نظر مین ادبار

حاصل نہیں بے صبر و قناعت کے غنا

محتاج ہیں گو پاس ہیں زر کے انبار

## فکر روزی

رزقکم فی السماء یعنی تمہارا رزق آسمان مین ہے (ق) انسان جب ماں کے پیٹ مین تھا اور اوس کو اپنا ہوش اور علم کچھ نہ تھا اوسوقت بھی اوس کی روزی رزق پہنچتا تھا پھر وہ ماں کے شکم سے باہر آیا تو بغیر اپنی سعی اور کوشش کے جیتا رہا۔ اور ماں اوسکو دودہ پلاتی رہی۔ ان واقعات سے بخوبی ثابت ہوا کہ ہرحال مین اوس کا رازق اوسکو رزق دیگا۔ فکر و تردد محض خام خیالی ہے۔

کیا فکر ہے روزی کی تردد کیا ہے

رزاق تو مردہ نہیں کچھ جیتا ہے

ہر حال مین پہنچے گا جو ہے قسمت مین

یہ فکر و تردد کا تجھے سودا ہے

افریقہ کے صحرائے عظیم مین جہان منزلون بحر ریت کے پانی کا نام ونشان نہ تھا ایک سیاح نے ریت مین ایک چھوٹے سے پودے کو سرسبز اور شاداب دیکھا اور اسکو خدا کی رزاقیت کا پورا یقین ہوا خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاللّٰہُ یَرزُقُ مَن یَّشَآءُ بِغَیرِ حِسَاب ۔ اللہ جس کو جتنا چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ جنھین اسکی صفت رزاقیت کا یقین ہے وہ کسی حال مین رزق کے لئے پریشان نہین ہوتے۔ صرف بداعتقاد اشخاص۔ فکر روزی مین پریشان اور متردد دکہائی دیتے ہین۔

صحرا مین جہان نام نہین پانی کا
کیون ریت مین سرسبز ہے خودرو پودا
رزاق پہ جس کو ہے بھروسہ پورا
رزق اپنا وہ پائے گا جہان ہو جس جا

اللہ ہی مارتا اور جلاتا ہے۔ وہی روزی دیتا ہے اور پالتا ہے وہ عالم کا رب یعنی پالنے والا ہے یہی مضمون آیات قرآنی مین بکثرت درج ہے دیکھو قرآن مجید) آدمی اپنی کوشش سے نہ پیدا ہوتا اور نہ مرنے سے بچتا ہے اور نہ اوس کو اپنی کوشش سے روزی ملتی ہے۔ قحط مین ساری کوششین بے سود

ہو جاتی ہین غلہ ہی پیدا نہین ہوتا جو اس کی محض کوشش سے مہیا نہین ہو سکتا

جب پیٹ مین تھا ماں کے کھلایا کس نے
بچپن مین تجھے دودھ پلایا کس نے
گذری وہ جوانی یہ بڑھاپا آیا
پالا کس نے تجھے جلایا کس نے

کوشش اور سعی کے بعض اوقات الٹے نتیجے بھی پیدا ہوتے ہین جسقدر اسباب روزی پیدا کئے جاتے ہین اوسی قدر روزی اور بھی مفقود ہو جاتی ہی بعض اوقات بغیر کسی سبب ظاہری کے خودبخود روزی اور مال و دولت آتے ہین۔ عقلمند فاقے کرتے ہین اور احمق عیش اوڑاتے پھرتے ہین۔

نادان ہے کوششون پہ اپنی نازان
سمجھا نہین ہے نفع و ضرر کا امکان
بے جہد کر بے عقل کی لاکھون ہین یہان
رکھتے ہین مکانون مین جہان کا سامان

جو بچہ بادشاہ کے گھر مین پیدا ہوتا ہے۔ اسکو بغیر کسی کوشش کے تمام سامان عیش ونشاط مہیا ہوتے ہین اور جو ایک مزدور کے گھر مین پیدا ہوتا ہے اوس کو باوجود دن بھر کی محنت کے صرف ایک ٹکا ملتا ہے۔ امیر یا غریب کے گھر مین پیدا ہونا کسی بچے کے اختیار مین نہین۔ یہان کوشش اور سعی بالکل مفقود ہین۔

پیدا ہوا جو شاہ کے گھر مین بچا
بے محنت و کوشش کہ اُسے عیش ملا
مزدور کے بچے کی یہ قسمت دیکھو
مٹی جو اٹھائے تو ملے ایک ٹکا

---

## کوشش اور تدبیر

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔ یعنی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو اوس کا ارادہ ہوتا ہی وہ ہوتا ہے۔ اسباب ظاہر صرف دھوکے کی ٹٹی ہین۔ دنیا مین اکثر اسباب کو نتیجے یکسان نہین نکلتے۔

سمجھا ہے کہ کوشش سی جہان چلتا ہی
حکم اوس کا بھی ٹالے سے کہین ٹلتا ہی

مرجھاتے ہین سینچنے سی باغون مین درخت
بے آب کے پربت پہ شجر پھلتا ہے

کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ ہرکہ در بند تدبیر است در عین دوزخ است ۔ و ہرکہ در بند تقدیر است در عین جنت است ۔ واقعی امر یہ ہے کہ بندہ کے لئے جو کچھہ مشیت خدا قایم ہو چکی ہے بہر حال وہی ہوتا ہے ۔ تدبیر مین پڑکر انسان پریشانیان اٹھاتا ہے اور نتیجہ ان تدبیرون کا بعض اوقات مہلک پیدا ہوتا ہے ۔

تدبیر کے چکر مین جو پڑ جاتے ہین
وہ خون جگر پیتے ہین غم کھاتے ہین
تقدیر کے قائل جو ہین دنیا مین محب
سچ پوچھو تو آرام وہی پاتے ہین

جسطرح بچہ خود کچھہ نہین کرتا اور سب اوس کے لئے مہیا ہوجاتا ہے ۔ اسیطرح اہل توکل سوائے کار خیر اور یاد الہی کے اور کچھ نہین کرتے ۔ ان کی روزی کا کفیل خود خداوند تعالی ہوجاتا ہے اور انھین محنت اور کوشش کے عذاب سے نجات دیدیتا ہے ۔

بچے کو توکل سے ہی کیا عیش نصیب
سب اپنے پرائے ہین دل و جان سے حبیب
کرنے جو لگا فکر معیشت خود آپ
وہ عیش گیا ہوگئے سب دوست رقیب

انسان مجبور محض ہے اور خدا قادر مطلق ہے ۔ جب خدا کوئی کام بنانا چاہتا ہے تو اوس کے تمام اسباب بھی درست کردیتا ہے ۔ اور جب وہ بگاڑنا چاہتا ہے تو کوئی اسباب ہی ٹھیک ہونے نہین پاتے ۔ آدمی کی عقل ہی خطا کرتی ہے اور سوچ سمجھہ ہی الٹی ہوجاتی ہے ۔ جب انسان اپنی عقل پر ہی قادر نہین تو اشیائے عالم پر کیسے قادر ہو سکتا ہے ۔ اپنی قدرت کا خیال صرف وہم سے پیدا ہوا ہے ۔ اور اس کی ہزار توجیہہ کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہے ۔

سمجھا ہے کہ کوشش ہی ثمر لاتی ہے
مشکل مین تری عقل کدھر جاتی ہے

قدرت نہین جب تجھہ مین تو کوشش ہی فضول
امید بھی وہ چاہے تو بر آتی ہے

جب منجمون نے کہا کہ ایک شخص پیدا ہو کر تجھے مارے گا۔ تو فرعون نے اس مشیت الٰہی کے خلاف ہزار ہزار کوشش کی مگر کچھہ نہوا۔ اس نے حمل گروائے بچے قتل کئے اور جو کچھہ نہ کرنا تھا وہ سب کچھ کیا۔ مگر حضرت موسیٰ پیدا ہی ہوئے اسی کے مکان مین پلے اور اسی کو مارا۔ ہماری تدبیرین بھی مشیت حق کے بموجب ہوتی ہین اور اون سے وہی نتائج بر آمد ہوتے ہین جنھین وہ چاہتا ہے۔

فرعون نے کوشش سے کہو کیا پایا
خود غرق ہوا اور نتیجہ تھا کیا

اطفال کئے قتل ہزارون لیکن
گھر ہی مین تو پلتے رہے اُسکے موسیٰ

# مصائب

روح اور جسم مین تضاد ہے۔ ایک کے قوی ہونے سے دوسرے مین ضعف پیدا ہوتا ہے۔ اس جسم کی تکلیفون سے جنھین نفس کشی اور ریاضت کہتے ہین روح مین صفائی پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان روحانی اکتساب سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔ تو خدا کی طرف سے مصائب اور بیماریان آتی ہین۔ تاکہ اوس کی روح مین صفائی پیدا ہو۔ اگر وہ خود صفائی روح مین مصروف ہوتا اور مجاہدے اور ریاضت سے کام لیتا تو ان مصائب کے آنے کی ضرورت نہین پڑتی۔ اس لئے مصائب اور تکلیفین درحقیقت قابل شکریہ ہین۔

کیون دردسے تکلیف سے گھبراتا ہے

کر شکر کہ اب خوشی کا وقت آتا ہے

اس جسم کی تکلیف سے دبے روح قوی،

آئینۂ دل غم سے جلا پاتا ہے

ہر مصیبت اور آفت کو ہمارے ہی اعمال و افعال بد پیدا کیا کرتے ہین۔ خداوند تعالیٰ عادل ہے وہ ظالم نہین جو کسی پر خواہ مخواہ ظلم کیا کرے۔ انسان کو چاہئے کہ

مصیبت کے وقت یہ خیال کرے کہ یہ آفت میرے ہی اعمال نے پیدا کی ہو اور اب مجھے صبر و شکر سے اسکو بھگتنا چاہیے۔

آئی جو مصیبت تو کہان سے آئی
کرنی ہی تری سر پہ ترے یہ لائی

عادل ہے خدا ظلم نہین کرتا ہے
تو نے یہ سزا اپنے عمل کی پائی

انسان دوسرون کی شکایت کرتا ہے کہ فلان نے مجھے اذیت دی فلان نے مجھکو مارا۔ مگر دراصل شکایت اوس کو خود اپنی کرنی چاہیے۔ کیونکہ اسی کے اعمال کے یہ نتیجے تھے۔ تو ہی اپنے آپ کو اذیت دیتا اور مارتا ہے اور دوسرون کو ناحق ملزم ٹھیراتا ہے۔

بے وجہہ مصیبت نہین آئی سر پر
عادل نہین کستا ہے تعدی پہ کمر

تیرے ہی عمل کے یہ نتائج ہین محب

کرتا ہے شکایت نہین کچھ اپنی خبر

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ مین معراج ہوئی تھی اور اسرار حقیقت کھلے تھے اسی طرح انسان کی روح بھی خدا کا ادراک مصائب اور آفات ہی مین کرتی ہے۔ عیش و آرام مین تو آدمی خدا کو بھول ہی جاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ مصیبتین اسواط اللہ ہین یعنی خدا کے کوڑے ہین جو گھیر کر صراط مستقیم پر لاتے ہین۔

آفات و مصائب مین جو پڑجاتے ہین

اسرارِ حقیقت وہی کچھ پاتے ہین

یونس کو ہوا بطن مین ماہی کے وصال

مردانِ خدا عیش سے گھبراتے ہین

جسمانی اور روحانی ترقی یا "ایولوشن" کے لئے تکلیف اور راحت ضروری ہے بیماری اور صحت سے انسانی جسم ترقی کرتا ہے۔ اگر بیماری نہ ہو تو آدمی زیادہ

جی نہین سکتا۔

دراصل مصائب ہین بنائی راحت

جاتی ہے گناہون کی دلون سی کلفت

بیماری و صحت ہے نمو کو لازم

مرجائے جوانسان کی ہو یکسان حالت

جیسے سونے کا رنگ اور روپ تپانے سے نکھرتا ہے اسی طرح انسان کی قوائے روحانی تکالیف سے مجلا ہوتے ہین۔ اور اس لحاظ سے آتش دوزخ بھی رحمت ہی چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ رحمتی وسعت کل شیٍ ۔ کل شے مین دوزخ بھی شامل ہے۔

کرتا ہے مصیبت مین کوئی آہ و بکاہ

ہے رنج زمانہ کا کسیکو شکوا

یہ آتشِ دوزخ ہے خدا کی رحمت

بے آگ کے ہوتا نہین کندن سونا

# سخاوت

ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ۔ (ق:) اور جو شخص ایک ذرہ نیکی کرے گا اوسکو بھی وہ دیکھے گا۔ اور دوسری جگہہ یہ ہے کہ ایک نیکی خیر کا بدلا دس نیکیان ہین اللہ کی راہ مین خرچ کرنے سے روپیہ کے مادے میں نہ تو کوئی کمی ہوتی ہے اور نہ اسکی قیمت گھٹتی ہے۔ مگر اس کا معاوضہ دس گنہ ملتا ہے۔

ہوتی نہین دنیا کی کوئی چیز عدم
زر صرف سے ہوتا نہین رتی بھر کم
جب تو نہ بناتا نہ فنا کرتا ہے
پھر کیون نہین زر خیر مین دیتا پیہم

جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ ساتھ نہین لاتا۔ اور جب جاتا ہے تو کچھ نہین لیجاتا۔ اس زندگی مین جسکی انتہائی درازی سو سوا سو سے عموماً زیادہ نہین جو کچھ خدا کی راہ مین صرف کرتا ہے وہی اس کے ساتھ جاتا ہے۔ یعنی اگرچہ روپیہ کا مادہ نہین جاتا مگر اوس کا عمل اور نتیجہ آخرت مین محفوظ رہتا ہے گویا آخرت خدا کا بینک ہے۔

افسوس ہے محنت سے کمائی دولت

خود آپ نہ اورون کو کھلائی دولت

جب مرگئے سب رہگیا سامان یہان

یارون نے پس از مرگ اوڑائی دولت

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہین کہ بے کار اور خار دار درخت آگ مین جھونکے جاتے ہین اور پھل دار اور سایہ دار درختون کی حفاظت کیجاتی ہے۔ سوم اور بخیل اشخاص بے ثمر والے درخت ہین۔ ان کا انجام فی النار ہے۔ اور سخی پھل دار درخت ہے جسکا ٹھکانا جنت ہے۔

دنیا کے مزے اہل کرم پاتے ہین

انجل نہ کھلاتے ہین نہ خود کھاتے ہین

پھل دار درختون ہی کی قیمت ہی یہان

پھل جو نہین دیتے ہین وہ کٹ جاتی ہین

حضرت صلعم فرماتے ہین۔ السخی حبیب اللہ لوکان فاسقاً والبخیل عدواللہ لوکان زاھداً۔ یعنی سخی خدا کا دوست ہے۔ اگرچہ وہ بدکار ہو۔ اور بخیل خدا کا دشمن ہے اگرچہ وہ پرہیزگار ہو۔ مصرع۔ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ مردودِ خلایق مردودِ خدا ہی اور مقبول خلایق مقبول خدا ہے۔ ایک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک جنازے کے ساتھ لوگ جارہے تھے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت یہ شخص جنت مین جائے گا یا دوزخ مین۔ آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ اسکو اچھا کہتے ہین تو جنت مین جائے گا۔ اس کی وجہہ یہ ہے کہ اس قالب عنصری کے ٹوٹنے کے بعد روح یا قلب فنا نہین ہوتا۔ مرنے کے بعد بھی انسان کے خیالات و اذکار وہی رہتے ہین۔ جو زندگی مین تھے۔ جیسے خیالات و اعمال ہونگے ویسا ہی اوس کو راحت یا تکلیف نصیب ہوگی۔

کیون بخل سے دنیا کو تنفر ہے تبا
کیون اہل سخا کا ہے جہان مین چرچا
ہے دوست سخی خدا کا دشمن ہے بخیل
مردودِ خلائق ہی ہے مردودِ خدا

جو شخص خدا کی شان ربوبیت پیدا کرتا ہے وہ رب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ رب مقید اور مطلق مین فرق ہے۔ مگر پھر بھی قطرہ دریا سے ملتے ملتے دریا ہی مین مل جاتا ہے۔ اور اطلاقیت کے غلبہ سے دائرہ ربوبیت زیادہ ہو جاتا ہے۔

بادشاہ مین شان ربوبیت کا غلبہ ہے۔ اس لئے وہ بادشاہ ہے۔ اگر رعایا کی پرورش چھوڑ دے اور اپنی غرض مین مبتلا ہو کر صرف خزانہ ہی جمع کری یا اپنے عیش و آرام مین روپیہ لٹائے تو صفت ربوبیت نہ رہے گی۔ اور وہ کبھی تخت سلطنت پر قائم نہ رہے گا۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔

امداد خلائق مین نہ کر کوتاہی
ہو بحر کرم بحر سخا کی ماہی
گر شان ربوبیت خدا کی پیدا
پھر دیکھہ کہ دنیا پہ ہے تیری شاہی

## بوڑھاپا

جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو بچے کو سب پیار کرتے ہین اور اسکو آنکھون پر بٹھاتے ہین مگر وہ جب بوڑھا اور ناکارہ ہو جاتا ہے تو کوئی پاس بھی کھڑا نہین ہوتا۔

جورو اولاسب کتراتے ہین۔ بوڑھے آدمی کی قدر اون شایستہ ملکون مین ہے جہان اسکی رایون اور مشورون سے نوجوان فائدہ اوٹھاتے ہین۔ ہمارے ملکون مین تو بوڑھے آدمی بیکار محض خیال کیجاتے ہین۔

پیدا جو ہوئے ہم تو ہوئے جشن ہزار
بچپن مین تھے سب ہم پہ دل و جان سے نثار
آیا جو بوڑھاپا تو ہوئے سب بیزار
بے قدر ہین اب جیسے پُرانا اخبار

عوام الناس مین یہ غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ پیری صد عیب ہے۔ یہ بالکل نافہمی ہے۔ بلکہ پیری ہی عمر کا وہ عمدہ حصہ ہے جو مالکار زندگی ہے اور راحت و سکون کا زمانہ ہے۔ جوانی مین تو خواہشون کا ایک طوفان بپا رہتا ہے جسمین آرام کہان ہے۔

پیری ہی تو ہے زیست جوانی کیا ہے
خواہش ہے کوئی دل مین کچھ ایذا ہے

ہے خام خیالی کہ ہے پیری صدعیب

شیرین ہے وہی پھل جو بہت پکتا ہے

خداوند تعالی عادل حقیقی ہے ۔ جو کچھ ہمارے اعیان ثابتہ کا تقاضا ہوتا ہے اسکو وہ پورا کرتا ہے ۔ یعنی جو کچھ قوتین اور سرمایۂ اعمال ہم جوانی مین پیدا کر لیتے ہین اونھین کی جزا و سزا ہمکو خدا کی طرف سے ملتی ہے ۔ جوانی کشتکاری کا وقت ہے اور پیری فصل کاٹنے کا موسم ہے ۔

ہے کشت کا وقت یہ جوانی غافل

سمجھے اسے سرمایۂ دولت عاقل

کاٹینگے بوڑھاپے مین جو کچھ بویا ہے

دیتا نہین کچھ اپنی طرف سے عادل

موسم جوانی مین نفسانی اور غضبی خواہشون کا جوش ہوتا ہے اور ہر قسم کی آرزو اور ارمان موجزن ہوتے ہین ۔ اس طوفان بے تمیزی مین انسان بڑے بڑے تہلکات مین مبتلا ہو جاتا ہے ۔ اس لیے اس طوفان مین جہاز کے ناخدا کی طرح قطب کی سمت

یعنی حضرت حق ہی کی جانب نظر رکھنا چاہیئے ۔ پھر اس طوفان سے کچھ خوف نہین
بیڑا پار ہے ورنہ دینوی انقلاب مین ہلاکت یقینی ہے ۔

طوفانِ جوانی مین نظر رکھ حق پر
کشتی کو نہین تیری کوئی خوف و خطر

موجون کے تھپیڑون سی کہان بچتے ہین.
رکھتے نہین ہر آن جو خالق پہ نظر

اکثر اشخاص کو بوڑھاپا آنے کا غم ہوتا ہے اور جوانی کے جانیکا افسوس کرتے ہین۔ لیکن انھین یہ معلوم نہین کہ نفس فرعون کے پنجے سے چھوٹے اور اب راحت و آرام اور یادِ الٰہی کا رستہ ملا اگر یہ موذی زور وار رہتا۔ تو کب ہمین خدا کی طرف متوجہ ہونے دیتا۔

غم ہے یہی کیون ہمکو بوڑھاپا آیا
سو طرح کے ضعف ساتھ اپنے لایا
معلوم نہین نفس کے پنجے سے چھٹے
فرعون ہوا غرق تو رستہ پایا

# تصنع اور ریا

ناقص صوفی جاہلون کے لایق ہین اور کامل عالمون کے ۔

کامل کو سمجھتا نہین ناقص بخدا
جو جیسا تھا ویسا ہی اسے پیر ملا
یہ صوفی جاہل بھی تو بیکار نہین
ہر ایک جماعت کا ہے استاد جدا

اس راہ مین اصلیت نہین تو بناوٹ ہی سہی۔ اگر پیر کامل نہ ملے تو ناقص ہی پر اکتفا کرنا چاہیے ۔ جسطرح مرید کی استعداد بڑہتی جاے گی اسیطرح اسکو لایق پیر بھی ملتا جائیگا۔ پہلے درجہ مین جہان الف بے پڑھائی جاتی ہے ایک معمولی آدمی بچون کے پڑھانے پر رکھدیتے ہین جون جون بچے کی استعداد علمی بڑہتی جاتی ہے ۔ وون وون اوپر کے درجون مین ترقی پاتا جاتا ہے ۔ اور لایق استاد ملتا جاتا ہے ۔ ایک پروفیسر بچون کے لئے ویسا ہی ہے جیسے کہ ایک میان جی۔ بلکہ میان جی ہی زیادہ موزون ہے ۔

اِس راہ مین کھوٹے کی بھی ہے قدر اکثر

خالص نہ ملے گر تو ملمع بہتر

بے حال بھی با حال بنا کرتے ہین

ہے وجد تو کم بہت تواجد ہے مگر

ہر پیشہ اور حرفت مین مکار اشخاص موجود ہین۔ اور فن تصوف بھی اس سے خالی نہین۔ صرف فرق اتنا ہے کہ یہ ریاکار صوفی بھی خدا کے نام لینے سے اس پھول کی طرح ہین جو بدررو یعنی دنیا کے اوپر لگے ہین۔

ہر پیشہ و حرفت مین بہت ہین مکار

نقصان پہنچتے ہین زمانہ کو ہزار

تزویر تصوف مین ہے اسطرح محب

اطراف بدررو کے ہو جیسے گلزار

دل مین تو دنیا بھری ہوئی ہو۔ اور ظاہر خدا پرستی کی جائے۔ تو اس سے کوئی فائدہ نہین۔ گو دنیوی منفعت تھوڑی سی حاصل ہو جائے۔ مقصد اصلی یعنی دیدار الٰہی حاصل ہونے کا نہین۔ لیکن اگر بظاہر کوئی دنیادار ہو اور دل مین خدا کی محبت تو ضرور وہ بقائے حق سے سرفراز ہوگا۔

لب پر ہے خدا اور دلون مین اغیار
بے فائدہ ہے علم و ریاض و اذکار
گر دل مین خدا ہو اور ظاہر دنیا
ہو جائے گا اکدن تو کبھی بیڑا پار

اگر کسی کو خدا کا سچا عشق ہے۔ تو شیطان سے بھی وہ ہدایت پاتا ہے۔ بالفرض اگر وہ ہوکے سے وہ کبھی شیطان کا مرید ہو جائے گا اور اسکو بھی جلوۂ حق جانیگا تو البتہ وہ منزل مقصود پر پہنچے گا اور اگر مرشد بھی نہ ملے تو بھی اسکے ہر دم یاد کرنے سے وہ خود آتا ہے۔

دل سے جو کوئی عاشق حق ہو جائے
شیطان سے بھی آدمی ہدایت پائے

مرشد ہو جو شیطان تو سمجھہ اسکو حق
اور یاد کر ایسی کہ خدا خود آئے

## حال قال

ناقص خواہ مخواہ مجلس سماع مین کود پھاند مچاتے ہین اور لوگون کو پریشان کرتے ہین۔ معلوم نہین کہ وہ خداوند تعالیٰ کی نسبت کیا خیالات رکھتے ہین۔ جس شخص کے سامنے معشوق حقیقی ہر آن موجود ہے۔ اسکو بیقراری اور گریہ زاری کیون ہونے لگی۔ یہ باتین تو ہجر مین ہوتی ہین۔ یا اگر معشوق وفعتاً ملجائے اسوقت بھی آدمی خوشی کے مارے ناچنے لگتا ہے۔ یہ دونو حالتین حال وقال کی اصل بنیاد ہین۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ جسکو حال آیا ہے آیا وہ توحید اور معرفت کو بھی سمجھا ہی یا نہین۔ اگر عارف نہین تو حال بھی کود پھاند کے سوا اور کوئی وقعت نہین رکھتا۔

جب غرق دو عالم ہوئے اسکی ہو مین
پھر ہجر کہان یار تو ہے پہلو مین
خم پی کے بھی میخوار بہکتے ہین کہین
کم ظرف تھرکنے لگے اک چلو مین

وجد کے معنی پانے کے ہین تو جب کوئی کبھی پاتا ہے تو خوشی سے ناچنے لگتا ہے ۔ اور جس کے سامنے یار ہمیشہ موجود ہے اسکو اسکی ضرورت نہین کاملین کو حال نہین آتا کیونکہ وہ ہر آن حال مین ہین ۔ مگر مبتدی کو اکثر حال آتا ہے ۔

یہ وجد کے معنی ہین کہ پایا اسکو

پردے مین چھپا تھا کھینچ لایا اسکو

ہے سامنے جس کے کہ وہ ہر دم موجود

دیکھا ہے کسی نے حال آیا اسکو

اللہ اللہ زبان سے سب ہی کہا کرتے ہین ۔ مگر دل مین نہ تو اللہ کی معرفت ہے اور نہ اسکی محبت ۔ اور بغیر معرفت کے محبت ہو نہین سکتی ۔ اس لئے اعمال اور افعال کا اعتبار ہے زبانی جمع و خرچ سے کوئی فائدہ نہین ۔ بہت لوگ صوفیون کے الفاظ سیکھکر لوگون کو فریب دیتے ہین اور اس پردے مین مال و دولت اور جاہ و منصب کماتے پھرتے ہین ۔ ایسے لوگونکی ریائی عبادت اور وجد و حال و قال شیطانی افعال سے زیادہ وقعت نہین رکھتے ۔

ہے قال بہت حال کا عنقا ہی وجود

اعمال سے ہوتی ہے ہر اک شے موجود

کہتے ہین زبانون سے تو اللہ اللہ
دل مین ہے جو دنیا تو ہی شیطان کو سجود

صاحب حال اپنے کو چھپاتے ہین اور اپنی حالت کو ظاہر ہونے نہین دیتے۔ مگر صاحب قال مختلف تدبیرون سے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہین۔ اصلی صوفی اپنے عیب ظاہر کرتے ہین اور مکار اور بنے ہوئے صوفی اپنے عیب چھپاتے اور ہنر ظاہر کرتے ہین۔ کیونکہ اول الذکر اشخاص کو خدا سے غرض اور آخر الذکر کو دنیا سے مطلب ہے۔

اعمال چھپاتے ہین جو ہین صاحب حال
ظاہر وہی کرتے ہین جو ہین صاحب قال
عشاق کو کیا خلق پرستی سے غرض
سمجھے ہین وہ دنیا ہی کو جی کا جنجال

ہر دم زبان کو بند رکھکر اسیطرح ذکر الٰہی کرکہ مذکور سامنے آجائے فنا فی اللہ اور استغراق کا درجہ حاصل کرنا تو بہت مشکل ہے۔ مگر ڈھولک پر کودنا نہایت ہی آسان بات ہے۔

حق پائے گا کیا قال سے رکھ بند زبان
کر ذکر کچھ ایسا کہ ہو مذکور عیان

کہتے ہین جسے حال وہ ہی استغراق
اور ناچنا ڈھولک پہ بہت ہی آسان

## معشوق مقید

مبارکبادی اس امر کی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے نعمت توحید عطا فرمائی انھین لوگونکی عید قابل رشک ہے۔ جنھین وصال حق اور دیدار حق نصیب ہو۔

ہے عید کا دن اور ہے وصل دلدار
جنت مین ہے مومن اور کافر فی النار
صد شکر ملی دولت توحید تجھے
کہتے ہین اسے فضل خدائے غفار

عورت خداوند تعالیٰ کے حسن کا مظہر اتم ہے اسی واسطے ہر شخص کا معشوق عورت ہی ہوتی ہے ایک زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق تھین۔ مگر تجھ پر تو ہزارون پیر و ولی عاشق ہین

کیا صورت زیبا تجھے اللہ نے دی
حورون مین کہان حسن یہ شان احدی

یوسف پہ زلیخا ہی فقط مرتی تھی
عاشق ہے ترے حسن پہ ہر پیر و ولی

ممدوح کی عام فیض رسانی اور امداد علوم و فنون قابل تعریف ہے۔

ظاہر میں تو زن ہے اور باطن میں ہے مرد
ہمت میں سخاوت میں عنایت میں ہی فرد

ہے ابر کرم اور کبھی بحر سخا
حاتم بھی ترے سامنے اسوقت ہی گرد

عاشقان حق کو دیکھنا گویا خدا کو دیکھنا ہے۔ اور اونکی صحبت دراصل خدا کی ہمنشینی ہے شاعر ممدوح کو حق جانتا اور دیکھتا ہے۔ اس لئے اسکی نظر میں ممدوح کا دیکھنا عین حق کا دیکھنا ہے اور اس کی تعریف عین حق کی تعریف ہے۔

تو عاشق حق ہے اور خدا کی شیدا
ہے دیکھنا تیرا تو عبادت بخدا

صورت جو تیری دیکھتا ہون کہتا ہون

حق آپ برآمد ہے بشکل زیبا

خدا تو اسقدر ظاہر ہے کہ یہ کثرت ظہور ہی خفا کا باعث ہے۔ لوگ خدا کے دیدار کے طالب تو ہین۔ مگر اسکو دیکھتے نہین۔ اور انکار کرتے ہین اور کافر ہو تے ہین کیونکہ جو لوگ ماسوا اللہ کو دیکھتے ہین وہ دراصل کافر حقیقی ہین اور مسلمان مجازی۔

گر نفس پہ اور دوئی پہ قاہر ہو جائین

اسرار حقیقت ابھی ظاہر ہو جائین

سب کو ہے یہ ارمان کہ خدا کو دیکھین

تو سامنے گر آئے تو کافر ہو جائین

---

# اعلان

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع میں ہر قسم کی اور ہر زبان کی کتابیں اُردو ہندی تلنگی مرہٹی۔ فارسی۔ عربی نہایت خوش خط صحیح عمدہ جلد اور ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مسالے سے طبع ہوتی ہیں اور فارم نقشہ جات وغیرہ وغیرہ چھپتے ہیں۔ ... عرصہ ۱۰ سال سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے جس کی شہرت اور نیک نامی روز افزوں ہے۔ کیفیت نرخ وغیرہ خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اس ... علاوہ ہر قسم کی کتب اُردو۔ فارسی۔ عربی وغیرہ ویلیوپی ایبل بکفایت روانہ ہوسکتی ہیں۔

**المشتہر** مینیجر مطبع ... واقع افضل گنج حیدرآباد دکن

... حیدرآباد دکن کی فرمائش سے مولوی ... اے ایڈیٹر زمیندار نے ترجمہ کی ہے اس ... سے ظاہر ہے کہ پنجاب یونیورسٹی سے پانسو روپیہ ... مشہور ڈاکٹر ڈریپر ... یہ کتاب دنیا کی بڑی زبردست تصانیف میں سے ہے مصنف نے تمام عالم کے تمدن و ترقی اور مذہب اور علوم پر ایک غائر نظر ڈالی ہے اور اس سے بڑے ... انتہا ... یہ کتاب نہایت دلچسپ مفید اور معلومات علمی سے ... ترجمہ ... دیا گیا ہے اس کتاب کے آخر میں علمی اصطلاحات کی فہرست درج کی اور انگریزی اصطلاحات ... اردو ترجمہ دیا گیا ہے قیمت مجلد ۸ کلدار یا ۸ عثمانیہ

**ثمرہ نیکی** نہایت دلچسپ ڈراما مولوی نثار احمد صاحب احمدی کی تصنیف سے ہے زبان بہت سلیس اور بامحاورہ ہے اس کی خوبی دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ قیمت معمولی کاغذ ۸ اور عمدہ کاغذ پر ۱۲

**المشتہر** مینیجر مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن

# اشتہار کتب تصوف

یہ نئی کتابین جن مین تصوف اور فلسفۂ الہییات کے مشکل اور دقیق مسائل نہایت ہی آسان پیرایہ مین درج ہین حسب ذیل فروخت کے لئے موجود ہین ان کتابون مین اس بات کا خیال رکہا گیا ہے کہ طالبان حق کو وہ باتین جنھین اکثر اشخاص سینہ بسینہ رکھتے ہین واضح اور صاف طور پر بیان کر دی جائین اگلے زمانہ مین تصوف کی باتین معما اور چیستان کی طرز پر لکھی جاتی تھین تاکہ عوام کی فہم مین نہ آئین مگر ان کتابون مین اس طرز بیان کے خلاف پہلو اختیار کیا گیا ہے اور مطالب نہایت ہی سلیس اردو مین عام فہم لکھے گئے ہین

رقعات محب جسمین اسرار الٰہی خطوط کے پیرایہ مین لکھے گئے ہین اور ہر ایک مسئلہ تصوف نہایت ہی صاف طور پر سمجھایا گیا ہے قیمت فی جلد عہ ایک روپیہ

(۲) وصال حق۔ اس ظلمین مین وہ شکوک رفع کئے گئے ہین جو آجکل علوم جدیدہ کے [illegible] سے دلون مین مذاہب کی نسبت پیدا ہوتے ہین۔ قیمت فی جلد ۸ر

(۳) مسدس توحید۔ اس نظم مین توحید پر دلائل فلسفی اگلے اور پچھلے علوم سے [illegible] گئے ہین جن کے پڑھنے سے وحدت الوجود کے مسئلہ پر پھر کوئی شک باقی نہین رہتا قیمت [illegible]

(۴) عالم خیال۔ اس چھوٹے سے رسالہ مین خیال کی قوت اور زور بتایا گیا ہے [illegible] فی جلد ۳ر

(۵) جذبات محب۔ یہ ایک ضخیم کتاب مختلف دلچسپ نظمون کا مجموعہ [illegible] مین بڑے بڑے نازک مطالب اور خیالات جدیدہ بیان کئے گئے ہین قیمت فی جلد عـ۲ [illegible]

(۶) دیوان محب۔ یہ قومی نظم کا ایک اچھا مجموعہ ہے قیمت فی جلد عہ ایک روپیہ

(۷) میرا پہلا جرم۔ یہ ایک ناول کا مجموعہ ہے جو اہل تحقیقات کے لئے [illegible] ہے قیمت فی جلد عہ

(۸) معلم نسوان۔ یہ عورتون کے متعلق معلومات کا ایک کامل ذخیرہ ہے قیمت فی جلد عـ۲

یہ کتابین مصنف کے پاس سے اور نیز مطبع اختر دکن اور مکس ایجنسی واقع چار مینار سے دستیاب ہو سکتی ہین۔

محب حسین فیلخانہ حیدرآباد دکن